احمدی نوجوانوں کیلئے

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ایڈیٹر

سید مبشر احمد ایاز

جنوری سنہ ۱۹۹۹ء

بیت المبارک ربوہ

تزئینِ نو کے بعد ایک خوبصورت منظر

ذرا یہ ضرور پڑھ لیں

اے بے خبر ....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"پس یقین رکھیں کہ لازماً ایک خدا ہے جس نے آپ کو پیدا کیا ہے۔ آپ کو بے فکری کی حالت میں مزید زندگی نہیں گزارنی چاہئے۔ یہ جہالت ہے لاعلمی ہے۔ اور یاد رکھیں مرنا ضرور ہے۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ اگلے رمضان سے پہلے ہم سب لوگ زندہ رہیں گے۔ لازماً ہم میں سے وہ معین لوگ موجود ہیں جو اس وقت اس خطبے میں حاضر ہیں مگر بعید نہیں کہ ان کو اگلا خطبہ بھی نصیب نہ ہو۔ بعید نہیں کہ اگلے مہینے کا خطبہ بھی نصیب نہ ہو یا نمازیں نصیب نہ ہوں' اگلے سال کی بات تو بہت دور کی بات ہے۔ پس اس پہلو سے خدا تعالیٰ نے جو' یہ توجہ دلائی شروع میں کہ تم نے مرنا ہے' پیش ہونا ہے یہ خیال آپ کو تقویت بخشے گا اور نیکی کے ارادے کرنے میں آپ کی مدد کرے گا۔ جب موت کا وقت آجائے گا پھر کچھ نہیں ہو سکے گا اور سب پر آنا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو دنیا کی زندگی سے خوش ہیں وہ سوچ کر تو دیکھیں کہ جب موت کا وقت آئے گا تو ایسی بے قراری ہو گی کہ کچھ پیش نہیں جائے گی۔ وہ چاہیں گے کہ ہم واپس ہوں تو پھر کچھ کریں لیکن اللہ تعالیٰ اس خیال کو ردّ فرما دے گا اور یہ ساری زندگی ہاتھ سے نکل جائے گی اور دار الجزاء آگے لامتناہی سامنے کھڑا ہو گا۔ تو مرنے سے پہلے کچھ کرو۔ اور موت کا نہ دن معین ہے نہ وقت معین ہے' اس لئے اپنی زندگی کو عبادتوں سے بھرنے کی کوشش کرو اور عبادت کے ساتھ ساتھ دوسری نیکیاں ضرور نصیب ہوتی ہیں اس لئے جب آپ نمازیں پڑھتے ہیں تو نمازوں کے ساتھ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں خرچ کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے' دوسری نیکیوں کی بھی توفیق ملتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 فروری 1997ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 28 مارچ 1997ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد 46 شمارہ 3

فہرست مضامین

☆☆☆☆

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد ربوہ

صلح 1378 ہش

جنوری 1999ء

★★★★

ایڈیٹر:
سید مبشر احمد ایاز

رابطہ آفس: دفتر ماہنامہ "خالد" دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

مینیجر: مبارک احمد خالد

قیمت -/7 روپے ★ سالانہ -/70 روپے

پبلشر: مبارک احمد خالد۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

شمع قرآن

رمضان تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ (البقرہ ۱۸۶)

"یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔

.... خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات۔ مالی دوسرے بدنی عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ۶۰ سال جب گذرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔ یہ ٹھیک کہا کہ پیری و صد عیب اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صد ہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

موئے سفید از اجل آرد پیام

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔"

(البدر جلد ا نمبر ۷ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ صفحہ ۵۲) (ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر ۲ طبع جدید صفحہ ۵۶۱ - ۵۶۳)

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

"اے لوگو! کل تم پر ایک بڑا عظمت والا مہینہ چڑھنے والا ہے۔ وہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تہجد) کو خاص نفلی عبادت قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کوئی نفلی نیکی بجالاتا ہے تاکہ اسے قرب الٰہی نصیب ہو اس نے گویا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کر دیا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرتا ہے اس نے گویا کہ ستر سال کے فرائض ادا کر دیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی کا ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے۔ جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملتا ہے۔ ہاں روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔"

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! ہر ایک شخص کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا۔

"یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے گھونٹ سے یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کرواتا ہے۔ ہاں جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کرتا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔"

حضور ﷺ نے فرمایا۔

"یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے غلام یا خادم کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا۔" (بیہقی)

(بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

نوٹ:- رمضان المبارک کے حوالے سے یہ تمام مضامین حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سے تیار کئے گئے ہیں۔ جو کہ الفضل انٹرنیشنل لندن میں شائع شدہ ہیں۔

عظمتوں کا مہینہ

روح کی سیرابی و شادابی کے دن

امسال دسمبر کے مہینے میں رمضان کا آغاز ہو رہا ہے اور رمضان کا مہینہ وہ ہے جس کو تمام مہینوں کا سردار کہا جاتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں ساری عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ جس کی فضیلتوں کو سنیں اور پڑھیں تو یہ باقی مہینوں کا سرتاج مہینہ کہلائے اور اس کی اہمیت کو سمجھیں تو یہ عظیم مہینہ ہو' اور اس کی برکتوں اور رحمتوں کو دیکھیں تو خدائے غفور ورحیم پر قربان جائیں کہ جس نے اپنے بندوں کو یہ پیارا اور خوبصورت مہینہ عطا فرمایا۔ اس مہینے کا ایک ایک دن کئی مہینوں پر بھاری اور ایک ایک رات سالوں بلکہ صدیوں پر محیط۔ خدا کے قریب ہونے کے ایسے سامان کہ جیسے خدا خود پاس چلا آیا ہو اور سارے گناہوں کی بخشش کے ایسے کام کہ جیسے بس وہ کوئی بہانہ چاہتا ہے بخشنے کا۔ بس صرف ذرا سا اپنے آپ کو سنبھالا دینے کی بات ہے۔ چند ایک امور ہیں۔ اخلاقی' روحانی' معاشرتی اور جسمانی ان میں ایک اعتدال اور توازن کی بات ہے۔ پھر بس خیر ہی خیر ہے۔ اس مہینے میں اگر ٹریننگ ہو جائے تو باقی سارا سال اس ٹریننگ کی بدولت بہتر گزر سکتا ہے۔ اور یوں رمضان سلامت گزر جائے تو پھر سارا سال سلامت۔ اور اسی طرح اگر زندگی کا سفر جاری رہے تو گویا ساری زندگی سلامت گزر گئی۔ اور کون ایسا ہو گا کہ جو سلامتی کے ساتھ بے شمار دولتوں اور انعامات کے ساتھ اپنی زندگی کو گزارنا نہیں چاہے گا۔ یہ مہینہ ہے جو ہر اس چیز کا وارث بنا سکتا ہے جو انسان کے لئے ضروری ہے۔ جو اس کی بھلائی اور بہتری کے لئے ضروری ہے۔ اس کے دن نصیبوں کو سنوارنے والے اور راتیں مقدر بنانے والی۔ پس اس مہینے کی عظمت کو پہچاننے کی کوشش کریں اور پھر اس عظمت کو اپنے دل میں اتاریں اور سارے جسم اور روح کے ساتھ اس کو قبول کریں۔ اس کا احترام کریں اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس مہینے کو گزاریں۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ بیوت الذکر کو آباد کریں' اپنے گھروں میں عبادات کا رواج ڈالیں اور روح و جسم کی جان وہ خطاب اور درس ہیں جو خدائے علیم و حکیم کا ایک بندہ' ہمارا پیارا آقا۔ ایک خوشگوار خوش ذائقہ اور انواع و اقسام پر مشتمل روحانی مائدہ کی صورت میں MTA کے ذریعہ پیش کرتا ہے۔ آئیں ان سے ہم پیاس بجھائیں اپنی روح کی' کہ جس کی سیرابی کا اور کوئی سامان نہیں' اور اس کے سوا اور کہیں بھی نہیں۔

رمضان کا آخری عشرہ

رمضان کے آخری عشرہ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ہمیں یہ عشرہ کس طرح گزارنا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"قالت عائشه رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی العشر الاواخرمالا یجتهد فی غیره"

(صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادات میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہوگی جو عام طور پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی اور آپ کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی روایات ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کرسکتا ہے۔ ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدے میں گزار دیتے تھے۔ جس طرح کپڑا انسان اتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپ کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑا ہوتا تھا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سمجھا کرتی تھیں کہ کسی اور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں، تلاش میں گھبرا کر نکلتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا دیکھتی ہیں اور جوش گریاں سے جیسے ہانڈی ابل رہی ہو، ایسی آواز آرہی ہوتی تھی۔ وہ عائشہ جب گھر کو لوٹتی ہوگی تو کیا حال ہوتا ہوگا۔ کیا سمجھا تھا اپنے آقا اور محبوب کو اور کیا پایا۔ یہ عام دنوں کی بات ہے، یہ رمضان کی بات نہیں ہے۔ عام دنوں میں یہ پایا ہے حضرت عائشہؓ نے۔ آپ گواہی دیتی ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر آخری عشرے میں ایسے وقت آتے تھے کہ ہم نے پہلے کبھی دوسرے دنوں میں نہیں دیکھے۔ ان کیفیات کو بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ نہ میری طاقت میں ہے نہ کسی اور انسان کی طاقت میں ہے۔ لیکن آپ نے خود ان کیفیات سے کہیں کہیں پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ میں کس دنیا میں پہنچا ہوا تھا، میں کس دنیا میں بسر کرتا رہا ہوں۔ وہ احادیث بھی ابھی میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں۔ ایک روایت وہ ہے جس کے متعلق ہماری کتب میں اور بالعموم روایتاً جو معنے بیان کئے جاتے ہیں وہ میرے نزدیک درست نہیں ہیں۔ وہ واقعہ اپنی ذات میں تو درست ہے کہ ایسا ہوا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں پہلے سے زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں مگر جو روایت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کے ترجمے کو محدود کر دیا گیا ہے اور وہ ترجمہ اس سے بلند اور وسیع تر ہے جو عام طور پر آپ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے:۔

"عن عبدالله بن عتبه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کان النبی ﷺ اجود الناس بالخیر و کان اجود مایکون فی رمضان حین یلقاه جبریل وکان جبریل علیه السلام یلقاه کل لیله فی رمضان حتی ینسلخ یعرض علیه النبی صلی الله علیه وسلم القرآن فاذا لقیه جبریل علیه السلام کان اجود بالخیر من الریح المرسله"۔

یہ جو آخری حصہ ہے اس میں وہ معنے پوشیدہ ہیں جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں اور جو عموماً ترجموں میں دکھائی نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے اجود کا معنی یہ لیا گیا ہے کہ وہ بہت زیادہ سخی غریبوں پر خرچ کرنے میں اور خیر کا یہ معنی لیا گیا ہے دنیا کا مال

اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے دنوں میں اتنا زیادہ خرچ کیا کرتے تھے جیسے تیز ہوا میں اور بھی تیزی آجائے اور وہ ہوا جھکڑ میں تبدیل ہو جائے۔ یہ معنے دل پسند معنے ہیں مگر اس روایت میں اس موقع پر یہ معنے مناسب نہیں بلکہ اس کے کچھ اور معنے بنتے ہیں۔

جبرائیل ہر رات کو اترا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو تنہا پاتے تھے۔ اس وقت اس روایت کا یہ معنی لینا کہ جبرائیل ایسی حالت میں ملتے تھے کہ آپ سخاوت میں اور لوگوں میں خرچ کرنے میں بہت تیزی دکھایا کرتے تھے۔ وہ وقت ہی ایسا نہیں ہے جس میں باہر نکل کر غریبوں کو ڈھونڈا جائے اور ان پر کثرت سے خرچ کیا جائے۔ راتیں تو آنحضرت ﷺ اور خدا کے درمیان کی راتیں تھیں۔ ان راتوں میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جبرائیل جب قرآن کریم لے کر آئیں تو آپ کو اس حال میں پائیں یہ ناممکن ہے۔ لیکن اجود کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لغات امام راغب وغیرہ سے ثابت ہے اور خیر کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لغات سے ثابت ہے وہ کچھ اور مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

اجود اس شخص کو کہیں گے جو نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جائے اور خیر حسنہ کو کہتے ہیں صرف مال کو نہیں کہتے۔ ہر بھلی بات جس کی مومن توقع رکھتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ یہ بھلائی مجھے نصیب ہو اسے خیر کہا جاتا ہے۔ پس ان معنوں میں جب اس حدیث کو آپ دوبارہ پڑھیں تو بالکل ایک اور مضمون' ایک نیا جہان آپ کی آنکھوں کے سامنے ابھرے گا۔ آنحضرت ﷺ کو جب بھی جبرائیل نے دیکھا ہے رات کو آپ ان نیکیوں میں غیر معمولی آگے بڑھنے والے تھے۔ تمام کائنات کے وجودوں سے آگے بڑھنے والے تھے جن نیکیوں میں دوسرے لوگ ان میدانوں میں سفر کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ رات کو اپنے خدا کی یاد میں غرق ہونے میں سب سے زیادہ تھے۔ رات کے وقت اجود تھے ان معنوں میں کہ ذکر الٰہی میں اپنے آپ کو گم کر دیا اور خیر کے جتنے بھی اعلیٰ پہلو ہیں مال کے علاوہ' ان سارے پہلوؤں میں محمد رسول اللہ ﷺ میں ایسی تیزی آئی ہوئی تھی جیسے جھکڑ چل رہا ہو۔ یہ حقیقی معنے ہیں اور لغت سے میں نے اچھی طرح دیکھ لئے ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ لغت کی تفصیل میں جایا جائے لیکن آپ یقین کریں کہ ہر پہلو سے چھان بین کے بعد میں آپ کو مطلع کر رہا ہوں کہ ان معنوں میں جبرائیل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب بھی دیکھا اس حال میں دیکھا ہے۔ ہر نیکی میں اتنی تیزی آئی ہوتی تھی کہ جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور یہ تیزی ذکر الٰہی کی تیزی تھی۔ خدا کی ذات میں ڈوب جانے کی تیزی تھی۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کر کے دیکھ لیں تو پھر اندازہ ہو گا کہ کتنی مشکل مگر کتنی لازمی پیروی ہے۔ مشکل تو ہے کیونکہ یہ سفر بہت طویل ہے۔ ایک عام انسان کے اس سفر کی آخری منازل کے لئے تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ چند دن تو ہیں۔ ان دنوں میں اللہ خود قریب آجاتا ہے۔ یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی آسان کر دی جاتی ہے۔ پس ان دنوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان دنوں کا حقیقی معنوں میں استقبال کریں۔ ان کو وداع کرنے کے لئے نہ رمضان کا وقت گزاریں بلکہ ان کے استقبال کے لئے اپنے بازو دراز کر دیں' اپنے سینے کے در وا کر دیں اور پوری کوشش کریں کہ رمضان کی برکتیں ہر طرف سے آپ کو گھیر لیں اور آپ کے اندر اس طرح داخل ہو جائیں جیسے سورج طلوع ہو جاتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۹۸ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۳ مارچ ۹۸ء)

نیز فرمایا:۔

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۵ مطبوعہ بیروت سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمل کے لحاظ سے ان دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت

بقیہ صفحہ 14 پر

جمعتہ الوداع یا جمعتہ الاستقبال

اصل تقدس جمعہ کا ہے یا نمازوں کا؟ بے شمار لوگوں کے لئے ایک فکر انگیز تحریر

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان بھولے بھالے اور گم کردہ راہ انجانوں جو سارے سال میں صرف "جمعتہ الوداع" کو اہمیت دیتے ہوئے جمعہ پڑھتے ہیں کی راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جمعتہ الوداع کے متعلق جو یہ تقدس کا تصور ہے یہ میں نہیں جانتا کب سے شروع ہوا۔ لیکن جمعتہ الوداع کے تقدس کا جو تصور ہندوستان اور پاکستان اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اس کی تاریخ بہت گہری دکھائی دیتی ہے ایک لمبے عرصے سے روایتاً اس تقدس کے قصے چل رہے ہیں۔ اس خیال سے میں نے سوچا کہ اس دفعہ جب رمضان المبارک کے جمعتہ الوداع پر آپ سے بات کروں تو احادیث میں سے اس جمعے کی برکتوں کا ذکر نکال کر بطور خاص تحفہ آپ کے سامنے بیان کروں۔ لیکن بہت علماء بٹھائے' بہت کتابیں حدیثوں کی دیکھیں اشارۃً بھی کہیں جمعتہ الوداع کا ذکر نہیں ملتا۔ جمعہ کی برکتوں سے متعلق مضامین احادیث میں بکثرت ملتے ہیں۔ لیکن ہر جمعے کی برکت سے متعلق وہ مضامین ملتے ہیں مگر یہ تصور کہ گویا مسلمان ایک آخری جمعہ کا انتظار کر رہے ہوں اور اس جمعہ میں برکتیں ڈھونڈنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہوں' یہ تصور احادیث نبویؐ میں' سنت میں' کہیں اشارۃً بھی مذکور نہیں۔

ہاں آخری عشرہ کی برکتوں کا ذکر بہت کثرت سے ملتا ہے اور جمعہ کی برکتوں کا سارے سال میں' جہاں بھی' جب بھی' جمعہ آئے اس کی برکتوں کا ذکر ملتا ہے۔ پس یہ بات میں آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ...... بھائی خواہ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے۔ جن کو بدنصیبی سے نماز پڑھنے کی عادت نہیں' جو سال میں ایک ہی مقدس دن کی تلاش میں تھے اور آج اس دن کی خاطر غیر معمولی طور پر (بیوت الذکر) میں اکٹھے ہو گئے ہیں ان تک یہ میری آواز پہنچے گی اور آج پہنچے گی۔ پھر شاید نہ پہنچے کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ دوبارہ ان کو پھر (بیوت الذکر) میں آنے کی توفیق ملتی ہے کہ نہیں۔ لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کو بتاتا ہوں کہ جمعتہ الوداع کا کوئی خاص تقدس نہ قرآن میں مذکور ہے نہ احادیث میں مذکور ہے۔ نہ سنت سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام کے عمل سے بعد میں ثابت ہے۔ پس جس دن کا آپ نے انتظار کیا تھا وہ تو اس پہلو سے خالی نکلا۔ لیکن جمعتہ المبارک کے تقدس کا بہت ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں بھی ملتا ہے۔ احادیث میں بھی ملتا ہے اور یہ ہر جمعہ ہے جو ہر ہفتے آپ کے سامنے آتا ہے۔ اس کے علاوہ نمازوں کے تقدس کے ذکر سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ جمعتہ الوداع تو سال میں ایک دفعہ آتا ہے۔ جمعتہ المبارک ہر ہفتے آتا ہے اور نماز دن میں پانچ مرتبہ آتی ہے۔ اور اس پانچ مرتبہ آنے والی چیز کا اس کثرت سے قرآن میں ذکر ہے کہ کسی اور عبادت کا اس طرح ذکر نہیں ہے۔ تو برکتوں سے بھرا ہوا نیک اعمال کا خزانہ ہے اس سے تو منہ موڑ لیتے ہو اور سارا سال ایک جمعے کا انتظار کرتے ہو۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ اس جمعے کی کوئی اہمیت کہیں مذکور نہیں تو کم سے کم اس جمعے سے یہ برکت تو حاصل کر جاؤ۔ یہ جان لو کہ عبادت ہی میں برکت ہے۔ عبادت ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل ہیں۔ عبادت ہی سے اس کی رضا وابستہ ہے۔ عبادت ہی سے دنیا کی خیر اور آخرت کی خیر وابستہ ہے۔ اور مومن کے لئے عبادت ہر روز پانچ مرتبہ فرض

کی گئی ہے۔ روز مرہ کی زندگی میں جب آپ (بیوت الذکر) کے پاس سے گزرتے ہیں تو اکثر آپ دیکھتے ہیں کہ (بیت الذکر) بہت بڑی ہیں اور یوں لگتا ہے کہ جیسے بے وجہ اتنی بڑی (بیوت الذکر) بنا دی گئی ہیں۔ لیکن آج وہ دن ہے جب آپ کسی (بیت الذکر) کے پاس سے گزر کے دیکھیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ (بیوت الذکر) سے نمازی چھلک چھلک کر باہر آ گئے ہیں۔ گلیاں بھر گئی ہیں۔ بعض بازار بند کرنے پڑے ہیں۔ لاہور ہو، کراچی ہو یا دنیا کے اور بڑے بڑے شہر، وہاں (بیوت الذکر) کے باہر جو بازار یا ملحقہ گلیاں ہیں وہاں بعض دفعہ دیکھیں گے کہ سائبان لگائے گئے ہیں اور جگہ جگہ بلاک کر کے سڑکوں کو بند کیا گیا ہے کہ آج یہاں نمازی نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ کو توقع ہے کہ ہر روز پانچ وقت جہاں (بیت الذکر) میسر آئے وہاں جا کر نماز پڑھیں گے۔ اب اس سے آپ اندازہ کریں کہ ایک وہ تصور ہے جو قرآن اور سنت کا ہے عبادتوں کے متعلق، رحمتوں اور برکتوں کے متعلق رضوان اللہ کے متعلق، اور ایک وہ ہے جو عام دنیا میں رائج ہے اور...... سمجھتے ہیں کہ یہی ایک گر ہے نجات پانے کا۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔

حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے اور خدا کی اطاعت عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ عبادت پہلا دروازہ ہے جو اطاعت کے لئے قائم فرمایا گیا ہے۔ اس دروازے سے داخل ہو گے تو پھر ساری اطاعتوں کی توفیق میسر آ سکتی ہے۔ جس نے یہ دروازہ اپنے پر بند کر لیا اس کے لئے کوئی اطاعت نہیں ہے۔ نماز کی اہمیت کے اوپر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اتنا زور دیا ہے اور پھر نماز باجماعت کی اہمیت پر کہ ایک موقعہ پر صبح کی نماز کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اس وقت بھی (صبح کی نماز کے وقت) کچھ لوگ ہیں جو گھروں میں سوئے پڑے ہیں اور اگر خدا کی طرف سے مجھے اجازت ہوتی تو میں یہ باقی جو نمازی تھے ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھواتا اور ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔ مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ میں داروغہ نہیں بنایا گیا۔

اب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر شفیق دل آپ کو دنیا میں ڈھونڈے سے کہاں ملے گا تصور میں نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عزیز علیہ ما عنتم یہ فرما کر فرمایا بالمومنین روف رحیم جب بھی خدا کے بندوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ یعنی اے لوگو! خدا کے بندو! عزیز علیہ ما عنتم اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گزرتی ہے یہ خطاب کا پہلا حصہ عام ہے۔ پھر فرمایا جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے بالمومنین روف رحیم وہ تو جیسے اللہ اپنے بندوں پر روف اور رحیم ہے، جیسے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بار بار رحم لے کر آتا ہے اس طرح مومنوں پر تو یہ رسول روف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس رسول کے منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے کہ اگر مجھے یہ اجازت ہوتی تو میں لکڑیوں کے گٹھے اٹھوا کر ان نمازیوں کو ساتھ لے کر چلتا اور جو بے نماز ہیں ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔

دراصل اس میں ایک پیغام ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو عبادت نہیں کرتے وہ آگ کا ایندھن ہیں اور بہتر ہے کہ اس دنیا میں جل جائیں بہ نسبت اس کے کہ مرنے کے بعد کی آگ میں ڈالے جائیں۔ یہ حقیقی پیغام ہے اور عبادت ہی ہے جس کے ساتھ ساری نجات وابستہ ہے۔ پس وہ لوگ جو آج اس جمعے کی برکت ڈھونڈنے کے لئے جوق در جوق (بیوت) کی طرف آئے ہیں ان کو اندر جگہ نہیں ملی تو باہر گلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سب تک، جن تک بھی یہ آواز پہنچے، میں یہ پیغام پہنچاتا ہوں کہ ہماری عبادت روز مرہ کی پانچ وقت کی عبادت ہے۔ اور ہر دفعہ جب اذان کی آواز بلند ہوتی ہے تو مومن کا فرض ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑے اور اس بیت کی طرف چل پڑے جہاں سے عبادت کے لئے بلایا جا رہا ہے حی علی الصلوہ حی علی الصلوہ حی علی الفلاح حی علی

الفلاح - پانچ مرتبہ یہ آوازیں سنتے ہو کہ دیکھو نماز کی طرف چلے آؤ- نماز کی طرف چلے آؤ- کامیابیوں کی طرف چلے آؤ- کامیابیوں کی طرف چلے آؤ- اور پھر بھی جواب نہیں دیتے- پس وہ لوگ جن کو (بیوت) تک پہنچنے کی توفیق ہے اور توفیق کا معاملہ بندے اور خدا کے درمیان ہے- کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں کو توفیق ہے یا نہیں ہے- بعض دفعہ ایک بیماری دوسرے کو دکھائی دے نہیں سکتی- ایک آدمی کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں وہیں انسان کا قدم رک جانا چاہئے کہ ٹھیک ہے اگر تم بیمار ہو تو تمہارا معاملہ تمہارے خدا کے ساتھ اور ہمارا معاملہ ہمارے خدا کے ساتھ- لیکن ہر شخص خود جانتا ہے کہ اسے توفیق ہے کہ نہیں- پس جسے بھی توفیق ہے اس کا فرض ہے کہ پانچ وقت (بیوت) میں جا کر عبادت بجالائے اور اگر پانچ وقت (بیوت) میں نہیں جاسکتا تو جہاں اس کو توفیق ہے وہیں (بیت) بنالے- جہاں اس کے لئے ممکن ہو باجماعت نماز پڑھے یا پڑھائے اور اپنے ساتھ اپنے عزیزوں کو یا دوسروں کو اکٹھا کرلے تاکہ ان کی نمازیں باجماعت ہو جائیں- جو شخص اس بات کا عادی ہو جائے گا جس کے دل میں ہر وقت یہ طلب اور بے قراری ہو کہ میری ہر نماز باجماعت ہو جائے اس کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ نمازیں جو باجماعت ممکن نہیں ہوں گی ان کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر وہ اذان دے کر باجماعت نماز کی نیت سے کھڑا ہو جائے گا تو کوئی اور اس کے ساتھ شامل ہونے والا نہ بھی ہو گا تو اللہ آسمان سے فرشتے اتارے گا وہ اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور اس کی نماز' نماز باجماعت ہی رہے گی- تو یہ وہ برکت ہے جو ہر روز پانچ دفعہ آپ کے سامنے آتی ہے' اس سے منہ موڑ لیتے ہیں- اور سال میں ایک دفعہ جو جمعہ آرہا ہے اس کی طرف توجہ ہے کہ وہی دن ہمارے گناہ بخشوانے کا دن ہے- اور کیا پتہ کوئی کس دن مرتا ہے یہ بھی تو سوچو! کیا ضرور جمعے کے معاً بعد بخشوانے کے بعد ہی تم نے مرنا ہے- حالانکہ جمعۃ الوداع کے ساتھ کسی بخشش کا ذکر مجھے تو نہیں ملا- لیکن اگر ہو بھی تو سال میں جو باقی تین سو چونسٹھ دن پڑے ہیں- ان دنوں میں عزرائیل بے کار کب بیٹھتا ہے- کیا مقدر اور لازم ہے کہ تم جمعے کے دن بخشش کروانے کے بعد مروگے!! پس موت تو ہر وقت آسکتی ہے- اس کا کوئی وقت مقرر نہیں- کوئی دن مقرر نہیں- تو روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازیں اس لئے آتی ہیں کہ تم بخشی ہوئی حالت میں' دھلی ہوئی پاک حالت میں یہاں سے روانہ ہو-

پس اس پہلو سے جماعت کو میں نماز باجماعت کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ دوسرے مسلمان بھائی بھی جو رفتہ رفتہ ہمارے جمعہ میں ٹیلی ویژن کے ذریعے شامل ہو رہے ہیں اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا چلا جارہا ہے ان کو بھی میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خود بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے بھائی بندوں کو' دوسروں کو بھی یہ پیغام پہنچادیں کہ روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازوں کا قیام کرنا' یہ قرآن کریم کے پیغامات کی جان ہے اور اگر....... اس بات پر قائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا...... کی اصلاح کا ایک ایسا نظام جاری ہو جائے گا جس سے خدا کے فضل سے (دین حق) کو وہ پرانی کھوئی ہوئی ظاہری عظمت اور شوکت بھی مل جائے گی کیونکہ ظاہری عظمت اور شوکت کا اصل تعلق اندرونی روحانی عظمت اور شوکت سے ہے- اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال ہو جائے تو ظاہری عظمت نے پیچھے آنا ہی آنا ہے- اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال نہ ہو تو ظاہری شوکت کے پیچھے آپ جتنا چاہیں چکر لگائیں کچھ حاصل بھی کرلیں گے تو بے معنی ہوگی' بے روح کے جسم ہو گا- خدا کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی- پس اپنے اندرونوں کو سنواریں اور اندرونی عظمت کے پیچھے دوڑیں- اللہ تعالیٰ وہ عظمت عطا فرمائے جس کے متعلق خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے- ان اکرمکم عند اللہ اتقکم تم میں سب سے معزز انسان وہ ہے' سب سے عظیم شخص وہ ہے اور اللہ کی نظر میں ہے جو زیادہ متقی ہو-

پس تقویٰ کے تقاضے تو عبادت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

جمعہ کے دن جو برکتوں کا ذکر ملتا ہے وہ میں آپ کے سامنے ایک حدیث سے اس کی مثال رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ روایت ابولبابہ بن عبدالمنذر کی۔ سنن ابن ماجہ باب فی فضل الجمعہ سے لی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے پاس اس کی بڑی عظمت ہے اور وہ اللہ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔"

اب یہ وہی بات ہے کہ جمعۃ الوداع کے علاوہ عیدین کی بڑی عظمت ہے مگر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ عیدین سے زیادہ ہر جمعہ کی عظمت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں پانچ خوبیاں ہیں۔.........

اسی دن وہ ساعت ہے کہ بندہ اللہ سے سوال نہیں کرتا مگر اللہ اسے وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام کے متعلق نہیں مانگتا۔ جمعے کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ فیض عام کی گھڑی ہے اس گھڑی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انکار نہیں ہوتا مگر حرام مطالبے کا۔ حرام دعا کا۔ پس اگر تمہاری دعائیں نیک ہیں تو جمعے کے دن خصوصیت سے دعائیں کیا کرو اور یہ پیغام ان کے لئے ہے جو جمعہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور ہر وقت کوشش رہتی ہے کہ ان موانع کو جو جمعہ کے رستے میں حائل ہیں یعنی ان روکوں کو جن کی وجہ سے وہ جمعہ نہیں پڑھ سکتے کس طرح دور کریں۔

"اور جمعۃ الوداع کے تعلق میں کہ اس جمعے کا خیال کرو اس جمعے کا انتظار کرو۔ اس دن جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو آخری جمعہ ہوگا' اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ ساری امت محمدیہ میں یہ بات رواج پا چکی ہے اور بڑے اہتمام کے ساتھ وہ لوگ بھی جنہوں نے سارا سال نماز نہ پڑھی ہو' وہ جمعۃ الوداع کے دن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ (بیوت الذکر) بھر کر اچھل پڑتی ہیں یعنی وہاں سے نمازی چھلک کر باہر نکل آتے ہیں۔ گلیوں میں تمبو تان لئے جاتے ہیں۔ بازار بند ہو جاتے ہیں اور ہر طرف ایک عظیم منظر دکھائی دیتا ہے عبادت کرنے والوں کا جو دیکھنے میں بہت اثر ڈالتا ہے۔ لیکن جو دردناک پہلو ہے' وہ یہ ہے کہ کہتے تو ہیں کہ خدا کی عبادت کے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں اور خاص برکتیں حاصل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں مگر جمعۃ الوداع کو اس طرح وداع کہتے ہیں کہ جمعوں کو ہی وداع کہہ جاتے ہیں اور جمعوں سے بھی چھٹی' نمازوں سے بھی چھٹی اور اگلے جمعے جا کر دیکھیں تو بازار ہی خالی نہیں' (بیوت الذکر) بھی خالی ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور حیرت ہوتی ہے وہ لوگ آئے کہاں سے تھے؟ گئے کہاں؟ جو شمع کا پروانہ ہونے کے دعوے دار تھے۔ پروانے تو ہر رات میں جب شمع جلتی ہے پھر بھی آ جاتے ہیں۔ ان کا عشق تو اس سے ثابت ہے کہ وہ اپنی جان نچھاور کر دیتے ہیں۔ جل جاتے ہیں مگر ان کی محبت کی شمع نہیں جلتی۔ وہ ہمیشہ روشن رہی ہے' ہمیشہ روشن رہے گی۔ تو یہ کیسی محبت ہے رمضان سے اور جمعۃ الوداع سے کہ آئے اور پھر اس طرح چلے گئے جیسے کبھی کوئی تعلق ہی قائم نہیں ہوا تھا۔ پس یہ ایک جذباتی بات ہے دیکھنے میں بہت ہی اثر پذیر منظر ہے کہ دیکھو کتنا عظیم جمعہ آیا ہے سارے بازار بھر گئے گلیاں بھر گئیں لیکن بعد کے آنے والے جمعہ کا بھی تو خیال کرو جب (بیوت الذکر) بھی خالی ہو چکی ہوں گی۔ وہی چند نمازی جو پہلے آیا کرتے تھے' وہی آئیں گے۔ شاید ان میں بھی کمی آ جائے کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ ایک مہینہ خوب محنت کی ہے اب چند جمعے آرام بھی تو کر لیں۔ قرآن کریم جو منظر پیش کرتا ہے اس کے پیش نظر جیسا کہ میں نے بیان کیا اول تو جمعہ کا ذکر نہیں ہے۔ ذکر ہے تو رات کا ہے یا ذکر ہے تو سارے رمضان کا ہے۔......

آج جمعۃ الوداع ہے اور میں اس جمعہ کو جمعۃ الاستقبال بنانا چاہتا ہوں۔ یہ فرق ہے دو اصطلاحوں کا جو میں کھول دینا چاہتا

ہوں۔ بکثرت ایسے لوگ ہیں جن کو اس جمعہ کا انتظار رہتا ہے جمعۃ الوداع کے طور پر۔ اور ایک میں ہوں جو کہ سارا سال اس کو جمعۃ الاستقبال بنانے کی خاطر میں انتظار کرتا ہوں۔ یہ کیا مسئلہ ہے؟ یہ میں کھول کر بات بیان کر دیتا ہوں کہ وہ لوگ جو جمعہ الوداع سمجھتے ہوئے یعنی اپنے جمعہ کو چھٹی دے دی جائے ہمیشہ کے لئے نیکیوں کو چھٹی دیدی جائے' روزوں کو چھٹی دے دی جائے۔ ذکر الٰہی کو چھٹی دے دی جائے اور اسے وداع کر دیا جائے' اس نیت سے جو لوگ اس جمعہ میں شامل ہوتے ہیں وہ بکثرت ایسے ہیں۔ اگر بکثرت نہیں تو ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کو عام طور پر نہ نمازوں کی توفیق ملتی ہے۔ نہ جمعوں کی توفیق ملتی ہے۔ نہ ذکر الٰہی کی توفیق ملتی ہے۔ نہ نیک باتیں سننے کا موقع میسر آتا ہے۔ نہ نیک صحبتوں میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کے اپنے ہی ہمجولی ہیں انہی میں پھرتے ہیں۔ ان میں وہ ایک آزادی محسوس کرتے ہیں اور ان کے اوپر ان لوگوں میں بیٹھنے سے کسی قسم کا دباؤ نہیں پڑتا جو نیکی کی طرف بلانے والا ہو۔ پس وہ ان کی طرف بہتے ہیں اور بہتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ ایک جمعہ ہے جس میں ان کی فطرت نے ان کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ یہاں نیکی کی خاطر آئیں اور نیک لوگوں میں بیٹھیں۔ پس ان کا ایک ہی سہارا ہے کہ یہ جمعہ آخر گزر ہی جائے گا نا' وداع کا جمعہ ہے جسے ہم نے رخصت کرنا ہے۔ جس طرح بچے 'ٹاٹا' کہتے ہیں تو یہ لوگ 'ٹاٹا' کرنے آئے ہیں اور ان کو پکڑنے کا میں انتظار کر رہا تھا اس لئے میرے لئے استقبال ہے۔ میں ان لوگوں کا استقبال کرتا ہوں اور اس پہلو سے یہ جمعہ میرے لئے جمعۃ استقبالیہ ہے۔ میں ان کا استقبال کرتا ہوں۔ سارا سال اس انتظار میں رہتا ہوں کہ یہ آئیں اور کچھ تو نیکی کی باتیں ان کے کانوں میں پڑیں۔ کچھ تو آنکھیں کھلیں۔ یہ تضاد ہے ان دو باتوں میں کہ ایک پہلو سے یہ وداع ہے اور ایک پہلو سے استقبال ہے لیکن حقیقت میں تضاد کوئی نہیں' زاویہ نگاہ کا فرق ہے۔

جمعۃ الوداع کا غلط تصور

پس اگر انسان جن کو بڑا سمجھتا ہو ان کے ساتھ یہاں تک سلوک کرتا ہے۔ اگر واقعتاً خدا پر یقین ہو اور خدا کو حقیقتاً بڑا سمجھتا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ خدا کی بڑائی سے تو مونہہ موڑے رکھے اور خدا کی طرف ہمیشہ روزانہ جب بھی نماز کا وقت آئے پیٹھ پھیر کر دنیا کی طرف چلا جائے اور پھر بھی اس کا خدا پر یقین قائم اور خدا کو بڑا سمجھ رہا ہے۔ پس یہ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ کی زندگی ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ امر واقعہ یہ ہے کہ جانا پھر وہیں ہے جس خدا نے ہمیں پیدا کیا جہاں سے ہم آئے تھے اور جو نعمتیں ہمیں عطا ہوئیں' اسی خدا نے عطا فرمائیں جو رب العالمین ہے اور ان نعمتوں کے حصول کے باوجود ناشکری کی زندگی تو بہت ہی ناپسندیدہ زندگی ہے۔

ایک طرف دنیا کا انسان جو تمہیں کچھ دے سکتا ہے بسا اوقات نہیں بھی دیتا تو اس کی چوکھٹ پر سر پٹکتے چلے جاتے ہو۔ کتنے سیاستدان ہیں جنہوں نے دنیا کو' واقعتاً اپنے پیچھے چلنے والوں کو کچھ عطا کیا ہے۔ صرف ایک فخر ہی کا احساس ہے۔ یہ یقین ہے کہ ہم بڑے ہیں کیونکہ ہمارا دوست بڑا ہے۔ ہم اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مگر دیتے کب ہیں کچھ۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے جس نے تمہاری زندگی کے سارے سامان پیدا فرمائے اس کا شکر کا تصور تک تمہارے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی عبادت کو یہ سمجھتے ہو کہ اتنا بوجھ ہے کہ مصیبت پڑ گئی ہے اس لئے سال کا ایک جمعہ بھی اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ چلو سارا سال نہ سہی اس ایک جمعہ سے ہی خدا تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ نہ کوئی خرچ کرنا پڑا نہ کوئی مصیبت اٹھانی پڑی مفت کا یار کمایا گیا اور کیا چاہئے۔

اور دراصل بہت سے علماء بدقسمتی کے ساتھ لوگوں کو اس طرف ان غلط راہوں کی طرف لے جاتے ہیں یہ تصور پیش کرتے ہیں کہ خدا تو بڑا رحیم و کریم ہے کیا مصیبت پڑی ہے اس

کی راہ میں محنتیں کرنے کی۔ جمعتہ الوداع میں اگر تم چلے جاؤ اور جمعہ کے بعد عصر تک دعائیں کرو تو تمہاری سارے سال کی خطائیں ہی نہیں، ساری زندگی کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ پس جمعتہ الوداع کی برکتیں، اس کی عظمتیں بیان کر کر کے وہ بے وقوفوں کی عقلیں مار دیتے ہیں، جو کچھ تھوڑی سی عقل ہے اس کا بھی ستیاناس کر دیتے ہیں اور قرآن کریم کے اس مضمون سے بالکل منافی تعلیم دے رہے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ یاد رکھو عارضی طور پر اگر تم میرے پاس آؤ گے میں سن بھی لوں گا تو یاد رکھنا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ میرے پاس آکر اگر میرے ساتھ تعلق پیدا ہو جائے تو پھر تم دائمی میرے ہو کر رہو گے۔ لیکن آئے اور چلے گئے یہ قطعی اس بات کی دلیل ہے کہ تم اپنے وقتی فائدے کی خاطر آئے تھے۔ تمہارا میری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے متعلق فرمایا ینبئکم بما کنتم تعملون اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا پھر کہ تمہارے اعمال کیا تھے۔ اور آخر دوسری آیت میں یہ نتیجہ نکالا ہے۔ اے ایسے انسان انک من اصحاب النار تو آگ کا ایندھن ہے اس کے سوا تیرا کوئی مقدر نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تو یہ نقشہ کھینچ کر آگ کا انجام دکھا رہا ہو اور مولوی کہہ رہے ہوں کہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ آنحضرت ﷺ سے محبت کا دعویٰ کر لو پھر جو چاہے کرتے پھرو سب کچھ اجازت ہے۔ اور وہ گناہ جو خدا نہیں بخش سکتا وہ آنحضرت ﷺ بخشوالیں گے۔ یہ تصور جس قوم کو دے دیا جائے اس کا دین بھی گیا۔ اس کی دنیا بھی گئی۔ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

پس بحیثیت احمدی آپ بیدار ہوں۔ اگر آپ نمازیں نہیں پڑھتے رہے تو یہ جمعہ خدا کرے آپ کے آئے مگر آئے گا اس طرح کہ اس جمعہ کے بعد آپ کی کیفیت بدل جائے پھر آپ ہمیشہ خدا ہی کے ہو جائیں یا ہونا شروع ہو جائیں۔ خدا کا ہو جانا تو ایک بہت بڑا کام ہے۔ بہت ہی بڑا دعویٰ ہے لیکن شروع ہو جانا تو کوئی مشکل کام نہیں۔ ایک سمت میں آپ کچھ قدم اٹھائیں۔ تھوڑا بہت اس کی طرف رجوع کریں تو باقی کام پھر اللہ خود سنبھال لیتا ہے۔ پس میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں سفر بڑا مشکل کام نہیں ہے۔ آج کے جمعہ کی برکت سے آج اپنے لئے دعائیں کریں۔ ایک اپنے لئے لائحہ عمل تجویز کریں اور اس فکر کے ساتھ آج جمعہ سے فارغ ہوں کہ ہم اس جمعہ کی برکتوں کو باقی سال میں سنبھالنے کے لئے کیا کریں گے۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۳۱ مارچ تا ۱۶ اپریل ۱۹۹۶ء)

"یہ سارے مضامین سمجھیں اور اس سال یہ فیصلہ کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ برائیوں کے شہر کو چھوڑ کر نیکیوں کے شہر کی طرف حرکت شروع کر دیں گے۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جس حال میں بھی تم جان دو گے وہ خدا کے حضور مقبول انجام ہوگا اور خدا کی رضا پر جان دو گے مگر لازماً نیکیوں کی طرف حرکت کرنا ہے چاہے گھسٹتے ہوئے کرتے چلے جاؤ۔ ایسا شخص جس کی مثال آپ نے دی وہ ہے جس کی جان نکل رہی ہے۔ جسم میں طاقت نہیں، موت کے نرغے میں مبتلا ہے اور پھر بھی گھٹنوں کے بل اور کہنیوں کے بل کوشش کر رہا ہے کہ دم نکلے تو خدا کے پاک لوگوں میں نکلے۔ یہ وہ نظارہ ہے جس کے بعد یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے۔ پس یہ کیفیت اپنے اوپر طاری کریں تو یہ جمعتہ الوداع آپ کے لئے ایک اور معنے میں جمعتہ الوداع بنے گا۔ یہ بدیوں کے لئے وداع کا جمعہ بن جائے گا نیکیوں کے لئے نہیں۔ ان معنوں میں وداع نہیں رہے گا کہ آپ نے آج پڑھا اور چھٹی ہوئی اور پھر اگلے سال تک آپ کو کسی جمعہ یا نیکی کی توفیق نہ ملی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ فروری ۹۷ء بحوالہ "الفضل انٹرنیشنل" لندن ۲۸ مارچ تا ۳ اپریل ۱۹۹۷ء)

اعتکاف

فخر کائنات سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی ایک جھلک

رمضان کے آخری عشرہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں "اعتکاف" کی عبادت کا آغاز ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کیسے اعتکاف بیٹھتے، اس کی ایک جھلک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں بیان فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اب مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۶۷ مطبوعہ بیروت کی ایک حدیث جو حضرت ابن عمرؓ ہی سے مروی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ رمضان میں جو اعتکاف ہوا کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کیسے اعتکاف بیٹھتے تھے وہ کون سی دنیا تھی جس میں ڈوبا کرتے تھے۔ رمضان میں جب تیزی آتی تھی، اجود ہو جاتے تھے وہ کیا قصہ تھا۔ یہاں ایک جھلکی ہمیں نظر آتی ہے اس بناء پر کہ بعض لوگ اعتکاف میں ذرا اونچی تلاوت کرتے تھے۔ ان کا اونچی تلاوت کرنا ہم پر ہمیشہ کیلئے احسان ہو گیا کیونکہ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے دل کا حال، اس کی ایک جھلک دکھائی دی۔ یہ وہ باتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ شاید از خود اپنے متعلق نہ بیان کرتے۔ مگر ان لوگوں نے مسجد میں جو تھوڑا سا ایک قسم کا ہلکا سا شور یعنی وہ بھی شور ایسا جو تلاوت کا شور ہے، وہ بلند کیا، تو رسول اللہ ﷺ کے اس تخلیہ میں مخل ہو گئے جو آپ کا اور اللہ کا تخلیہ تھا۔ اس لئے مجھے یہ حدیث بہت پیاری لگتی ہے کیونکہ ان لوگوں کی تلاوت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی اور اب بھی ہماری (بیوت الذکر) میں شاید اس کی ضرورت پیش آئے۔ مگر اصل بات جو ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خلوت کا ایک منظر، ایک جھلکی ہم نے اس حدیث میں دیکھ لی۔

رسول اللہ ﷺ نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنا دیا گیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ رمضان کے دنوں میں (بیت الذکر) کی Capacity کو آپ لوگ جب جانچتے ہیں اور مجھے لکھتے ہیں کہ اس میں اتنے آدمیوں کی Capacity ہے تو اتنوں کو اعتکاف میں بیٹھنے دیا جائے۔ یہ Capacity کا معیار درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حجرہ ایسا تھا کہ وہاں باقاعدہ ایک خیمہ سا بنایا گیا یعنی ایک جھونپڑی سی بنائی گئی اور اردگرد کافی دور تک دوسرے لوگ نہیں تھے۔ ان کی عام عبادتیں رسول اللہ ﷺ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے تخلیہ کی حالت ان پر ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ تو وہ مسجد نبوی چونکہ بہت بڑی تھی اس لئے اصل اعتکاف کا حق بڑی (بیت الذکر) میں ادا ہوتا ہے۔ ایسی (بیت) میں جہاں چند عبادت کرنے والے ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں، ایک دوسرے کے معاملات میں مخل نہ ہوں اور اصل عبادت کا تو وہی مزہ ہے جو ایسے اعتکاف میں کی جائے مگر ہمارے ہاں بھرنے پر زور ہے۔ اس لئے اس دفعہ خواتین میں خصوصیت سے جن خواتین کے متعلق کسی حکمت کی وجہ سے ہم نے سمجھا کہ ان کو یہاں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ (بیت) میں گنجائش ہونے کے باوجود ان کو جگہ نہیں دی گئی۔ یہ عین سنت نبوی کے مطابق ہے۔ کہ یہ نہیں تھا کہ اگر صحابہ چاہتے تو ساری مسجد معتکفین سے بھر سکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ اجازت کا کیا نظام جاری تھا مگر کچھ نہ کچھ ضرور نظام جاری ہوگا جس کے تابع بعض لوگوں کو توفیق ملتی تھی اور بعضوں کو نہیں ملتی تھی۔ کھجوروں کا ایک حجرہ سا بنایا گیا، ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ ایک رات ایسی آئی آپ نے باہر

جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ قرات بالجہر اس طرح نہ کیا کرو کہ گویا دوسرے بھی سن سکیں۔ تو یہ فرض ہے ہر حجرے والے کا جو اعتکاف بیٹھتا ہے کہ اس کے اندر کی آوازیں باہر نہ جائیں یہاں تک کہ تلاوت بھی باہر نہ جائے۔ حالانکہ تلاوت تو کسی عبادت کرنے والے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ عبادت اور تلاوت درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی آواز میں تلاوت کی آواز بھی باہر نہ جائے کہ دوسرے معتکفین کی راہ میں حائل ہو۔ کیوں ایسا فرمایا۔ ایک راوی بیاضی ہیں جن سے مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت مروی ہے اور بیاضی بیاضہ بن عامر کی طرف نسبت تھی، ان کا اصل نام عبداللہ بن جابر تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کی روایت ہے کہ اپنے حجرہ سے باہر دوسروں کی طرف نکل کے آئے یعنی چل کر باہر گئے ہیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ فاصلہ ہے بیچ میں۔ جو نماز ادا کر رہے تھے ان کی قرات کی آوازیں بلند تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نمازی تو اپنے رب ذوالجلال سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے۔

اب یہ راز و نیاز کی راتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ گزارا کرتے تھے اور اس راز و نیاز کا لطف کیا تھا؟ یہ بھی اگلی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ حدیثیں غلطی سے یہاں ساتھ نہیں رہیں لیکن زبانی میرے ذہن میں جو مضمون ہے، وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو اپنے رب سے راز و نیاز کیا کرتے تھے تو دنیا کے سارے دوسرے پردے اٹھ جایا کرتے تھے اور آپ ایسے غرق ہوتے تھے ذکر الٰہی میں اور اس سے ایسی لذت پاتے تھے کہ اس لذت کا بیان ممکن نہیں ہے۔ وہ حدیثیں اس وقت یہاں نہیں ہیں جو میرے ذہن میں ہیں جن کی وجہ سے میں بتا رہا تھا کہ یہ جو فرمایا کہ ایک شخص راز و نیاز میں مصروف ہے۔ اس کے راز و نیاز میں حائل نہ ہو۔ وہ راز و نیاز ایسا تھا کہ اس کے لطف کا کوئی بیان ممکن نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ کے ذکر میں اتنا زیادہ مزہ آتا تھا کہ اس مزے کی کیفیت دوسرے الفاظ میں بیان ہو نہیں سکتی۔ عام انسان جب ذکر الٰہی میں لذت پاتا ہے تو بعض دفعہ خود اپنی کیفیت کو دوسرے کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ سے عشق اور محبت میں جو خلا میسر آیا کرتا تھا وہ کیفیت جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا تھا ناممکن ہے کہ میں بیان کر سکوں۔ کوئی انسان اسے بیان نہیں کر سکتا۔ ان کیفیات پر رسول اللہ ﷺ کی بعض اور حدیثیں روشنی ڈالتی ہیں مگر اتنا بہرحال یقینی ہے کہ رمضان کی راتوں کے اواخر اور آخری عشرہ میں معتکفین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کا خیال رکھیں کیونکہ وہ جس بات میں مخل ہونگے وہ اللہ اور بندے کے راز و نیاز کی باتیں ہیں اور ایسی راز و نیاز کی باتیں ہیں جن کو وہ خود نہیں کھولنا چاہتا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۸ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۳ مارچ ۹۸ء)

بقیہ از صفحہ 6

والے اور محبوب اور کوئی دن نہیں ہیں۔ عمل کے لحاظ سے جو ان دنوں میں برکت ہے ایسے اور کسی عشرے اور کسی دن میں برکت نہیں ہے۔ پس مبارک ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہیں اور یہ برکتیں کلیتاً ہمیں وداع کہہ کر چلی نہیں گئیں۔ آپ ان کا استقبال کریں تو آپ کے گھر اتر کر ٹھہر بھی سکتی ہیں اور یہی حقیقی نیکی کا مفہوم ہے۔ نیکی وہ جو آکر ٹھہر جائے اور پھر رخصت نہ ہو۔

"ان ایام میں خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے جس ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے وہ ایک ہے تہلیل۔ تہلیل سے مراد ہے لا الہ الا اللہ، دوسرے تکبیر اللہ اکبر، اللہ اکبر، تیسرے تحمید، الحمدللہ، الحمدللہ، تو یہ تین سادہ سے ذکر ہیں جو باسانی ہر شخص کو توفیق ملتی ہے کہ ان پر زور ڈالے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن

ہزار راتوں سے بہتر رات

لیلۃ القدر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لیلۃ القدر کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"اب بخاری شریف کی ایک حدیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہ کو لیلۃ القدر رؤیا میں دکھائی گئی فی السبع الاواخر آخری سات دنوں میں۔ یعنی اس سال جو خاص لیلۃ القدر کا طلوع انفرادی طور پر لوگوں پہ ہوا کرتا ہے وہ آخری سات دن سے تعلق رکھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تائید فرمائی کہ اگر یہ رؤیا ہیں اور تم سب لوگ ان باتوں میں اکٹھے ہوگئے ہو تو پھر تم آخری سات دنوں میں منظ اس کی تلاش کرو۔ اب آپ کے لئے آخری چھ دن باقی ہیں اور اس حدیث کی روشنی میں یہ واقعہ بار بار بھی ہو سکتا ہے یعنی اس لئے کہ صاف پتہ چلا کہ لیلۃ القدر جگہ بدلتی رہتی ہے۔ کبھی اکیس کو آگئی کبھی تیس کو۔ عام طور پر اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس اور انتیس ان راتوں میں آیا کرتی ہے۔ تو ابھی ہمارے پاس کچھ دن باقی ہیں جن میں بعید نہیں کہ اس سال، ان اواخر میں ہی لیلۃ القدر ظاہر ہو۔ پس جن لوگوں نے اس سے پہلے کا رمضان ضائع کر دیا، ان کے لئے خوش خبری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری ہفتے پر متفق ہیں اس لئے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ رمضان کے آخری ہفتہ میں کرے۔ عام دستور رسول اللہ ﷺ کا یہ تھا کہ اپنے جاگنے کے ساتھ یعنی آپ کا جاگنا تو ایک معنے بھی رکھتا ہے یعنی وہ شعور خدا تعالیٰ کی صفات کا جو نیا سے نیا رسول اللہ ﷺ کو نصیب ہوا کرتا تھا ان معنوں میں آنحضرت ﷺ ہر دفعہ اور بیدار ہوا کرتے تھے اور ہر شب بیداری کے نتیجے میں آپ کا شعور ان معنوں میں اور بیدار ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا وہ تصور آپ پر نازل ہوتا تھا۔ جو پہلے تصور سے بالا تر تھا۔ ان معنوں میں آپ ہمیشہ ترقی کرتے رہے، ہمیشہ بلند پروازی کرتے رہے۔ ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جس میں کوئی بلند پروازی ایک جگہ ٹھہر جائے کہ جو کچھ میں نے پانا تھا پالیا کیونکہ خدا کی ذات نہیں ٹھہرتی، خدا کی ذات لامتناہی ہے۔ پس جب میں بیداری کی بات کرتا ہوں تو عام انسان کی بیداری نہیں کرتا۔ غور کیا کریں کس کی بات کر رہا ہوں۔ حضرت محمد رسول ﷺ کی ہر شب بیداری آپ کو صفات الہیہ کے شعور میں اور بھی زیادہ بیدار کر دیتی تھی۔

پس حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے۔ اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو جگاتے۔ اب دیکھیں وہی الفاظ ہیں جو بیداری کے لئے میں نے کہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں راتوں کو زندہ کرتے۔ پہلے کب آپ کی راتیں مردہ ہوا کرتی تھیں۔ کوئی ایک رات آپ کی زندگی میں ایسی نہیں تھی جس کو آپ مردہ رات کہہ سکیں۔ لیکن رمضان کے اواخر میں، ہر رمضان میں ان زندہ راتوں کو اور بھی زندہ کرتے تھے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ اب گھر والوں کو جگانا ایک جسمانی فعل بھی تو ہے اور یہ کیا کرتے تھے۔ یہ ہم سب پر فرض ہے کہ ان دنوں میں خاص طور پر اپنے اہل و عیال، اپنے بچوں، بیوی وغیرہ کو تعلیم دیں کہ رمضان کے حق ادا کرنے کے لئے جاگا کرو۔ لیکن آنحضرت ﷺ جب گھر والوں کو بیدار کرتے تھے تو میں سمجھتا ہوں رمضان کے معارف کے سلسلے میں ضرور ان کو نئے معارف عطا فرماتے ہوں گے۔ اب اس پہلو

سے جس طرح رسول اللہ ﷺ راتوں کو زندہ کیا کرتے تھے، اپنے اہل و عیال کی زندگی میں بھی وہ نئی زندگی بھر دیا کرتے تھے۔......

"حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ایک دفعہ پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلتہ القدر ہے تو اس میں کیا دعا مانگوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا تم یوں دعا کرنا:

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

کہ اے میرے اللہ تو بہت بخشش کرنے والا ہے۔

تحب العفو تو تو بخشش سے محبت کرتا ہے۔

فاعف عنی پس مجھ سے بھی بخشش کا سلوک فرما۔

اب یہ دیکھنے کی بات ہے۔ بڑی اہم بات ہے کہ کوئی مثبت چیز کی نصیحت نہیں فرمائی گئی۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک منفی دائرے کی دعا ہے کہ جو پہلے گناہ تھے وہ مٹ جائیں اور پہلے گناہوں سے خدا تعالیٰ ہمیں بخشش عطا فرمائے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ اس کے بعد اور کیا مانگو۔ امر واقعہ یہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا لیلتہ القدر کا مضمون ہی اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ اگر بخشش ہوئی تو صبح ہو گئی اور جو صبح ہے وہ پھر ایک مثبت دائمی رہنے والی حالت کا نام ہے جو پھر کبھی رات میں تبدیل نہیں ہو گی یعنی انسان کی باقی زندگی اس صبح کی حالت میں کٹے گی۔ تو استغفار کا مضمون سکھایا ہے۔

فرمایا ہے اگر تمہیں یقین ہو جائے کہ لیلتہ القدر ہے تو پھر بخشش ہی کی دعا کرنا یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے پچھلی زندگی کے سارے گناہ باطل کر دے اور ان پر بخشش کی اور رحمت کی چادر ڈال دے تو پھر تم امن میں آ گئے ہو۔ تمہیں اس کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پس سب سے پہلے اس دعا پر زور دینا چاہئے کہ اے خدا تو عفو ہے۔ بہت ہی بخشش والا ہے، بخشش سے محبت کرتا ہے، ہم سے بھی یہ سلوک فرما اور بخشش کی طلب کے لئے جو پہلے فیصلہ ہونا ضروری ہے، اس کا اسی مضمون سے تعلق ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم یہ ناممکن ہے کہ آپ بخشش کے لئے دعا مانگیں اور گناہوں پر اصرار کا عزم ساتھ ساتھ جاری رہے۔ یہ ناممکن ہے دل کی گہرائی سے آپ یہ چاہیں کہ اے خدا میرے گناہ بخش دے اور فیصلہ کریں کہ تو بخش دے، میں نے پھر بھی کرنے ہیں اور نہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ یہ جو ایک منفی پہلو ہے وہ دل میں موجود رہتا ہے۔ خواہ انسان باشعور طور پر اسے سمجھے نہ سمجھے اور اکثر لوگ بخشش کی دعا اس فیصلے کے بغیر مانگتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کیا کیا برائیاں ان کے اندر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سارا سال انہوں نے کیا کیا گناہ کئے؟ کس کس قسم کی غلطیوں میں مبتلا ہوئے۔ سب کچھ سمجھنے کے باوجود وہ خالی بخشش مانگتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے ہم نے تو باز نہیں آنا ہم تو نافرمانی پر قائم رہیں گے۔ اس لئے تیرا کام ہے تو بخش، تو بخشتا چلا جا۔ یہ جذباتی باتیں ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی بخشش اگر ہوئی ہے تو رمضان کے بعد کی زندگی بتائے گی کہ بخشش ہوئی تھی کہ نہیں۔ اگر خدا نے بخشا ہے تو ان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو جانا چاہئے اور رمضان کے بعد کی حالت رمضان کی ایک رات پر گواہی دینے والی بنے گی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۹۶ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل)

"مگر جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے یہ نہ بھولیں کہ آپ ایک اور لیلتہ القدر کے دور سے گزر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کا زمانہ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے، اولین کو آخرین سے ملانے کا زمانہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے نورانی لمحات نے حضرت مسیح موعود کا وجود روشن نہ کیا ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ آپ کی وساطت سے اور آپ کے فیض سے ہم اولین سے جا ملتے۔ پس آپ کے لئے تو پھر ایک جاری دور ہے لیلتہ القدر کا۔ اس لیلتہ القدر میں آپ ایسی نیکیاں کما سکتے ہیں کہ جب قرآن کا وعدہ آپ کے حق میں پورا ہو کہ آپ دور

بقیہ صفحہ 29 پر

رمضان سلامت..... سارا سال سلامت

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"دوسری حدیث میں ہے رمضان سلامت رہا تو سارا سال سلامت رہا۔ اس حدیث میں جو مومن سے توقع ہے کچھ اس کا بھی بیان ہے کہ وہ مومن جو حقیقت میں رمضان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور کوئی تقاضا توڑتا نہیں اس کے لئے خوش خبری ہے کہ اس کا آئندہ سارا سال سلامتی سے گزرے گا۔ پس پہلی جو احادیث تھیں ان میں ماضی کے تعلق سے خوشخبری دی گئی تھی یعنی پچھلے جو گناہ ہیں وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ گزشتہ کوتاہیاں جو ہوئیں ان سے صرف نظر فرمایا جائے گا۔ اس لئے فکر نہ کرو اگر رمضان نصیب ہو گیا تو جو کچھ پہلے لغزشیں ہوئیں' کوتاہیاں ہوئیں اللہ تعالی انہیں بھی معاف فرما دے گا۔ اب اس حدیث میں یہ خوش خبری ہے کہ اگر تم صحیح طور پر رمضان کے تقاضے پورے کرو گے تو رمضان کا مہینہ تمہیں بچا لے جائے گا اور تمہارا پورا سال بچا دے گا۔

پس تم نے رمضان کے مہینے میں جو رستہ اختیار کیا ہے وہ پورے سال تک کے لئے رمضان سے طاقت پائے گا اور سیدھا رہے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے ہے جیسے کوئی گولی بندوق کی نالی سے نکلتی ہے اگر چھوٹی نالی ہو تو بہت جلدی وہ رستے سے بھٹک جاتی ہے اور جتنی لمبی نالی ہو اتنی زیادہ دیر تک سیدھی نشانے کی طرف حرکت کرتی ہے۔ پس اسی لئے لمبی نالیوں سے دور کے نشانے لئے جاتے ہیں۔ چھوٹی نالیوں سے نزدیک کے نشانے لئے جاتے ہیں۔ پس تیس دن کا جو خدا تعالی نے رمضان رکھا۔ یہ ایک ایسی نالی ہے جس میں اگر آپ سیدھے رہ کر گزریں اور رمضان کے حقوق ادا کرتے ہوئے گزریں تو سارا سال آپ کو سیدھا رکھے گی یہاں تک کہ اگلا رمضان آجائے گا اور پھر اگلے رمضان میں ایک اور نالی میں پھر دوبارہ داخل ہوں گے پھر آپ کو سیدھا کیا جائے گا' آپ کی کجیاں صاف کی جائیں گی۔ تو ساری زندگی بچتی ہے اصل میں۔ ایک رمضان کو آپ سلامتی سے گزار لیں تو گویا اگلا سال سلامتی سے گزر گیا اور جب ہر دو رمضان کے درمیان سال سلامتی سے گزرے تو دوسرے معنوں میں ساری زندگی سلامتی سے گزر جائے گی"۔

چاند دیکھنے کی دعا

"ایک ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول عندرویہ الھلال میں مذکور حدیث ہے۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے۔ اے میرے خدا یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ یہ جو دعا ہے اس سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسیع تر نظر کی طرف خیال متوجہ ہوتا ہے ۔ رمضان کا مہینہ بہت برکتوں والا ہے لیکن رمضان کا چاند جو امن کا پیغام لاتا ہے' جو نیکی کا پیغام لاتا ہے آپ یہ دعا نہیں کرتے کہ اس مہینے کا چاند روزانہ ایسا نکلے۔ آپ فرماتے ہیں اے خدا ہمارا سارا سال ایسا ہو جائے کہ وہ برکتیں جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہیں' وہ امن جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہے' وہ ہمارے ہر روز کے چاند کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ امن اور صحت اور سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالی ہے۔ یعنی چاند کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالی کے بعض فرمودات' بعض اللہ تعالی کے ارشادات کا نشان بنتا ہے تو اچھا لگتا ہے اس کے بغیر اس سے ہمارا

ذاتی تعلق کوئی نہیں ہے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن۔ اس کی عربی یاد کرنا تو مشکل ہو گا لیکن اردو الفاظ یاد رکھیں۔ میں ایک دفعہ پھر دہراتا ہوں۔ جب نیا چاند نکلتا تو آنحضور ﷺ اپنے رب کے حضور یہ دعا عرض کرتے

اے میرے خدا یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن"۔

آخری۔ دعا

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخر پر جس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہیں اب اتنا سا وقت رہ گیا ہے کہ میں یہ دعا پڑھ کر اس خطبے کو ختم کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں:

"پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ' یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔

اس لئے روزے میں حائل ہونے والی بیماریوں کا علاج بھی یہ دعا ہے جو اس مہینے میں کثرت سے کرنی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھے تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور (بہادر) ثابت کر دے"۔

"جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔

رمضان نے گزر ہی جانا ہے لیکن

"اس رمضان نے گزرنا ہے مگر ایک بات یاد رکھیں کہ آپ کی اور میری ہم سب کی زندگیوں نے بھی گزر جانا ہے۔ سب سے بڑی غفلت موت کے دن کو بھلانے سے ہے۔ رمضان کو تو آپ وداع کہہ دیں گے۔ مگر یاد رکھیں آپ کی جانیں' آپ کی روحیں بھی ایک دن آپ کو وداع کہیں گی۔ اس وقت ایسے حال میں وداع نہ کہیں کہ حسرت سے آپ ان روحوں کو واپس پکڑنے کی کوشش کریں کہ چلو واپس چلتے ہیں۔ اس دنیا میں دوبارہ گزارتے ہیں' نیک کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ آخری دن آئیں کہ فی الرفیق الاعلیٰ آوازیں بلند ہو رہی ہوں۔ یہ پیغام ہے جو آنحضرت ﷺ کا پیغام ہے جو میں آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ اکثر لوگ بھول جاتے ہیں مرنے کو حالانکہ سب سے زیادہ یقینی چیز مرنا ہے۔ جتنے ہم ہیں' سب کے سب نے ضرور مرنا ہے۔ ایک وقت ایسا آئے گا بستر پڑے ہوں گے یا قتل ہوں گے یا اور ڈوبیں گے' جو بھی صورت ہو گی خدا کے نزدیک لازماً ہم نے مرنا ہے۔ اس لئے زندگی کے چند دن عیش' چند دن کی طغیانیاں' چند دن کی خدا تعالیٰ کی نافرمانیاں' یہ کب تک چلیں گی۔ جب مریں گے تو ضرور حسرت سے مریں گے اور دوبارہ یہ زندگی چاہیں گے۔ مگر یہ زندگی دوبارہ نہیں ملے گی۔ یہی زندگی ہے جس کو اگر آپ لیلۃ

بقیہ صفحہ 29 پر

لازوال مسرتوں سے بھرپور عید کیسے منائی جائے؟

عید مناتے ہوئے اس کی لازوال مسرتوں سے کس طرح جھولی بھری جا سکتی ہے' اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں۔

"اور آئندہ عید میں بھی میرا وہ پیغام یاد رکھیں کہ آپ کی سچی عید تب ہوگی جب آپ غریبوں کی عید کریں گے۔ ان کے دکھوں کو اپنے ساتھ بانٹیں گے۔ ان کے گھر پہنچیں گے' ان کے حالات دیکھیں گے' ان کی غریبانہ زندگی پر ہو سکتا ہے آپ کی آنکھوں سے کچھ رحمت کے آنسو برسیں۔ کیا بعید ہے کہ وہی رحمت کے آنسو آپ کے لئے ہمیشہ کی زندگی سنوارنے کا موجب بن جائیں۔ ہو سکتا ہے آپ کو پہلے علم نہ ہو کہ غربت کیا ہے اس وقت پتہ چلے اور آپ کے اندر ایک عجیب انقلاب پیدا ہو جائے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ فروری ۹۶ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۵ اپریل ۹۶ء)

"عید کی دعا میں اپنے مظلوم بھائیوں کو تو یاد رکھیں گے آپ' جیسا کہ میں کل کی دعا میں آپ کو تاکید کر چکا ہوں۔ ایک بات میں کہنی بھول گیا تھا کہ عید کی دعا میں اپنی آنے والی نسلوں کو بھی یاد رکھیں کیونکہ جو اچھے کام خدا نے ہماری نسل کو توفیق عطا فرمائی ہے وہ ایک سال یا دو سال کے کام نہیں وہ سینکڑوں سال اپنی تکمیل کے لئے چاہتے ہیں۔ تو یہ دعا کریں کہ اللہ ہماری نسلوں کو راہ راست پر قائم رکھے کیونکہ نسلوں کا انجام ہی ہے جو دراصل ایک نیک آدمی کی کوششوں کا پھل ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی نیک آدمی کی کوششیں اپنی ذات تک محدود رہ کر ختم ہو جائیں اور اس کی اولاد ان نیکیوں کو جاری نہ رکھے تو بڑی محرومی ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے۔

ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرہ اعین واجعلنا للمتقین اماما (الفرقان)

ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا بیوی جب کہے گی تو ازواج میں خاوند شامل ہونگے۔ خاوند جب کہے گا تو ازواج میں عورتیں' اس کی بیوی شامل ہوگی۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا اور ہماری آئندہ نسلوں کے لحاظ سے بھی ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچا۔ اور آنکھوں کی ٹھنڈک کیا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ دنیا میں ترقی کر جائیں۔ وہ ترقی تو عارضی چیز ہے اور مومن کی آنکھیں محض دنیا کی ترقی سے ٹھنڈی نہیں ہوا کرتیں۔ فرمایا وہ آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما واجعلنا للمتقین اماما کہ ہم متقیوں کے سربراہ کے طور پر تیرے حضور حاضر ہوں۔ جب مریں تو تیری نظر میں متقی کہلانے والے ہوں۔ ایسے متقی جو خود ذات میں متقی نہیں بلکہ جن کی نسلیں متقی ہیں جن کے جلوس سے آگے ہم کھڑے ہیں یا تیرے حضور حرکت کر رہے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو میں بار بار بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک مصرعہ میں بیان فرماتے ہیں اور حیرت انگیز طور پر دل پر اثر انداز ہونے والا یہ شعر ہے کہ۔

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

میں اپنی اولاد کو اس حالت میں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ ان کو متقی دیکھ رہا ہوں۔ تو یہ ایک بہت ہی ضروری دعا تھی جو میں کل یاد نہیں کرا سکا اور مجھے بھی یاد نہیں آئی۔ تو اس عید کی دعا میں اپنی آنے والی نسلوں کو ضرور یاد رکھیں۔ قیامت تک یہ نیکیوں کے سلسلے جاری رہیں اور وہ لوگ ترقی کرتے چلے جائیں۔ اپنے سے مزید ترقی کی دعا کرنا اگر آپ دل پر غور کریں تو مشکل کام ہے۔ یہ کہنا کہ اگلی نسلیں ہم سے آگے نکل جائیں۔

بقیہ صفحہ 37 پر

عید کارڈ اور نوجوان نسل

"یہ بہت بُرا دستور ہے۔ احباب کو چاہئے کہ اس رسم کو ترک کر دیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک نہایت ضروری ارشاد

عید کی آمد آمد ہے اور اس خوشی کے موقعہ پر بعض ایسے کام بھی ہم کر جاتے ہیں۔ جن میں کہ بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے اور ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہئے جو کہ خدا کی نظر میں ناپسندیدہ ہو۔ ان کافی ساری باتوں میں سے ایک بات عید کارڈ ہیں۔ عید کارڈ کی نسبت حضرت خلیفہ المسیح الثانی کا ایک ارشاد درج کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:-

"...... یہ اسراف ہے اور بے ضرورت روپیہ ضائع کیا جاتا ہے بہتر ہو کہ لوگ اس کو (دعوت الی اللہ) میں خرچ کریں ہم نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں اور چھوٹے بچوں میں اس کا بہت رواج ہے۔ بچے بلکہ بعض ادھیڑ حضرات بڑی بڑی قیمت کے کارڈ خرید کر پھر لفافوں میں بند کر کے دوستوں کو بھیجتے ہیں۔ یہ بہت بُرا دستور ہے احباب کو چاہئے کہ اس رسم کو ترک کر دیں ...... کیونکہ یہ فضول خرچی ہے اور (دین حق) فضول خرچی کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔" (الفضل 15 ستمبر 1917ء)

"لغو کاموں سے اعراض کرنا مومن کی شان ہے" (ارشاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

رسالہ "خالد" اور "تشحیذ الاذہان" جاری کروانے کا طریق

قائد صاحب مجلس کے ذریعہ شرح کے مطابق سالانہ چندہ جمع کروا کے رسید حاصل کی جائے اور رسید پر اپنا مکمل پتہ لکھوایا جائے۔ اگر پہلے سے خریدار ہیں تو خریداری نمبر بھی درج کروائیں اور اس رسید کی فوٹو کاپی ایوان محمود ربوہ بھجوا کر ادارہ کو اطلاع کی جائے۔ قائدین اور زعماء خریداران کی رقوم اور ان کے مکمل ایڈریس ساتھ ساتھ مرکز ارسال کرتے رہیں تا ان کے نام فوری رسائل جاری کئے جا سکیں۔ یا براہ راست مینیجر رسالہ "خالد" و "تشحیذ الاذھان" ایوان محمود ربوہ کے نام چندہ خریداری بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ بھجوا دیں۔ طلب کرنے پر VP بھی بھجوائی جا سکتی ہے۔ (مینیجر رسالہ "خالد" و "تشحیذ الاذھان")

توجہ کیجئے

"آپ کے چندہ کی مدت خریداری باہر ایڈریس کی چٹ پر لکھی گئی ہے۔ اپنا چندہ ختم ہونے سے قبل ہی آئندہ کیلئے چندہ بھجوا دیں تا ترسیل میں کوئی وقفہ نہ ہو۔" (مینیجر)

ہومیوپیتھی ـــ ایک تعارف

ہومیو پیتھی ایک حیرت انگیز اور جادوئی اثر رکھنے والا طریق علاج ہے اور بے شمار خوبیوں کے علاوہ بہت سستا' اور عمومی حالت میں نسبتاً بے ضرر اور آسان تر۔ اور اس کو بہت ہی عام اور آسان کیا جارہا ہے۔ ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ جس میں کہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفتہ المسیح الرابع لیکچرز کی صورت میں ایک ایک دوائی اور اس کی تفصیلات سے دنیا بھر کے لوگوں کو آگاہ کررہے ہوتے ہیں۔ بتا رہے ہوتے ہیں۔ انہی لیکچرز میں سے کچھ لیکچرز کتابی صورت میں لندن سے شائع ہوئے ہیں۔ اس کتاب کے آغاز میں ایک دیباچہ ہے جس میں ہومیو پیتھی کا مختصر اور جامع تعارف ہے۔ قارئین کے افادہ کے لئے اس کو نظارت اشاعت کی منظوری سے شائع کیا جارہا ہے۔

۱۹۶۰ سے پہلے کی بات ہے مجھے بار بار سردرد کی تکلیف ہوا کرتی تھی جسے انگریزی میں میگرین (Migraine) اور اردو میں درد شقیقہ کہتے ہیں۔ یہ بہت شدید درد ہوتا ہے جس کے ساتھ متلی' قے اور اعصابی بے چینی بہت ہوتی ہے۔ میں کئی کئی دن اس بیماری میں مبتلا رہتا تھا۔ علاج کے طور پر اسپرین استعمال کرتا جس کی وجہ سے معدہ کی جھلی اور گردوں پر برا اثر پڑتا اور دل کی دھڑکن بھی تیز ہو جاتی۔ میرے والد صاحب حضرت مصلح موعود ایک ایلوپیتھک دوا سینڈول (Sandol) دیا کرتے تھے جو پاکستان میں نہیں ملتی تھی بلکہ کلکتہ سے آتی تھی۔ اس سے مجھے جلد آرام آجاتا۔

ایک دفعہ جب سردرد کی شدید تکلیف ہوئی تو حضرت ابا جان کے پاس سینڈول موجود نہ تھی اس لئے آپ نے اس کی بجائے کوئی ہومیو پیتھک دوائی بھجوا دی۔ مجھے اس وقت ہومیو پیتھی پر کوئی یقین نہیں تھا لیکن تبرکاً یہ دوا کھالی۔ مجھے اچانک احساس ہوا کہ درد بالکل ختم ہوگیا ہے اور میں بے وجہ آنکھیں بند کئے لیتا ہوں۔ اس سے پہلے کبھی کسی دوا کا مجھ پر ایسا غیر معمولی اور اتنا تیز اثر نہیں ہوا تھا۔

اس کے بعد ایک اور واقعہ ہومیو پیتھی میں میری دلچسپی کا موجب یہ بنا کہ جب میری شادی ہوئی تو میری اہلیہ آصفہ بیگم (رحمہا اللہ) کو ایک پرانی تکلیف تھی جس کا انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ حضرت ابا جان کے پاس ہومیو پیتھی کی کتابیں بہت تھیں' میں نے سوچا کہ ان میں سے کوئی دوائی ڈھونڈتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا تصرف ہوا کہ پہلی کتاب کو جس جگہ سے میں نے کھولا وہاں ایک دوائی نیٹرم میور (Natrum Mur) کی جو علامات درج تھیں وہ بالکل وہی تھیں جو آصفہ بیگم نے بتائی تھیں۔ وہ دوا میں نے اونچی طاقت میں انہیں دی۔ ان کو اس کی ایک خوراک سے ہی ایسا آرام آیا کہ پھر کبھی وہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی۔ اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ ہومیو پیتھی خواہ میری سمجھ میں آئے یا نہ آئے' اس کا فائدہ ضرور ہوتا ہے اور اس میں ضرور کچھ حقیقت ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت مصلح موعود کی لائبریری سے ہومیو پیتھی کے بارے میں کتابیں لے کر پڑھنا شروع کیں۔ بعض اوقات ساری ساری رات انہیں

پڑھتا رہتا۔ لمبا عرصہ مطالعہ کے بعد میں نے دوائیوں اور ان کے مزاج سے واقفیت حاصل کی اور ان کے استعمال اور خصوصیات کا اچھی طرح ذہن میں نقشہ جمایا اور پھر مریضوں کا علاج شروع کیا۔

ہومیو پیتھی کی ایجاد

۱۷۹۰ء میں ہانیمن نے ہومیو پیتھی کو ایجاد کیا۔ ہانیمن Saxony میں ۱۷۵۵ء میں پیدا ہوا۔ اس کا پورا نام سیموئیل کرچن فرائیڈرک ہانیمن (Samuel Christian Friedrich Hannemann) تھا۔ اسے زبانیں سیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ اس نے آٹھ زبانوں پر عبور حاصل کیا اور ابھی اس کی عمر صرف 12 سال کی تھی کہ اس نے یونانی (Greek) زبان پڑھانی شروع کر دی اور اس طرح چھوٹی عمر میں ہی زبانوں کا استاد بن گیا۔ اس نے لائپسک (Leipzig) میں میڈیکل پڑھنی شروع کی۔ پھر یہ وی آنا (Vienna) گیا اور وہاں سے ایرلانگن (Erlangen) گیا جہاں ۱۷۷۹ء میں یہ میڈیکل ڈاکٹر بنا اور ڈریسڈن (Dresden) میں پریکٹس شروع کر دی۔

چونکہ پریکٹس کے دوران یہ غریبوں پر بہت احسان کرتا تھا اس لئے آمد زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے اس نے پریکٹس کے ساتھ ساتھ زبانوں کے ترجمے کا کام جاری رکھا۔ ایلو پیتھی ڈاکٹر بننے کے گیارہ سال بعد اس نے ہومیو پیتھی طریقہ علاج دریافت کیا۔ چھ سال زیادہ تر اپنے اوپر اور اپنے قریبی عزیزوں پر تجربے کرتا رہا اور ۱۷۹۶ء میں پہلی بار طبی رسالوں میں مضامین کے ذریعے اس نے اپنے ہومیو پیتھی فلسفہ سے دنیا کو آگاہ کیا۔ ۱۸۱۰ء میں اس نے پہلی بار اپنی مشہور عالم طبی کتاب (Organon of Rational Medicine) شائع کی جسے ہانیمن کا آرگنان کہا جاتا ہے اور ۱۸۱۱ء اور ۱۸۲۱ء کے عرصہ میں اس نے میٹیریا میڈیکا (Materia Medica) تیار کی۔ اس وقت کے تمام معالجین نے اس کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ ۱۸۲۰ء میں مخالفین کے دباؤ کے نتیجہ میں حکومت نے اس کے طریقہ علاج کو غیر قانونی قرار دے کر اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا فیصلہ کیا لیکن پہلے اس سے کہ اس فیصلے پر عمل درآمد ہوتا اس نے آسٹریا کے شہزادہ کارل شوارزن برگ (Karl Schwarzenberg) کو لائپسک (Leipzig) بلا کر کامیابی سے اس کا علاج کیا کیونکہ آسٹریا میں یہ پہلے ہی غیر قانونی ہو چکی تھی۔ پرنس کو اس علاج سے اتنا فائدہ پہنچا کہ اس نے آسٹریا کے King Friedrich سے درخواست کی کہ اس پابندی (Ban) کو ختم کر دیا جائے مگر ہانیمن کی بدقسمتی سے یہی شہزادہ ٹھیک ہونے پر فوراً عیاشی اور شراب نوشی میں مبتلا ہو گیا اور اسی سال پھر بیمار پڑا تو ایلو پیتھک علاج شروع کیا لیکن تھوڑی مدت میں ہی دم توڑ گیا۔ اس کا سارا الزام آسٹریا کی حکومت نے ہانیمن کو دیا۔ اس کا رعایا پر ایسا سخت ردعمل ہوا کہ جگہ جگہ اس کی کتابیں جلائی جانے لگیں اور ہانیمن کو اپنے ملک سے فرار ہو کر کوتھن (Cothen) میں پناہ لینی پڑی۔ یہاں ڈیوک آف کوتھن (Duke of Cothen) نے اس کی سرپرستی کی۔ وہ چودہ سال کوتھن میں رہا اور اس عرصہ میں مزمن بیماریوں پر گہرا تحقیقی کام کیا جس کی پہلی جلد ۱۸۲۸ء میں شائع ہوئی۔

۱۸۳۰ء میں اس کی بیوی کی وفات ہوئی اور ۱۸۳۵ء میں اس نے ایک فرنچ خاتون سے شادی کی اور پیرس منتقل ہو گیا۔ ۱۸۳۵ء سے لے کر ۱۸۴۳ء یعنی اپنی وفات تک یہ فرانس میں رہ کر ہومیو پیتھی کی پریکٹس کرتا رہا۔ ۱۸۳۵ء وہی سال ہے جس میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

ہومیو پیتھی سے مراد علاج بالمثل ہے یعنی بیماریوں کا ملتی جلتی بیماریاں پیدا کرنے والے مادوں سے علاج۔ یہ علاج ہانیمن کے وقت تک رائج علاج کے بالکل برعکس اصول پر مبنی تھا۔ یہ درست ہے کہ کئی بیماریوں کے رائج علاج ایسے بھی تھے جو دراصل ہومیو پیتھک اصول کے مطابق کام کرتے تھے مگر معالجین

کو اس اصول کا کوئی علم نہیں تھا۔ وہ محض تجربے کی بناء پر محدود دائرے میں بعض دواؤں کو ہومیوپیتھک طریق علاج کے مطابق شفا دینے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ مثلاً اپی کاک (Ipecac) او پیئم (Opium) کو خفیف مقدار میں ہلکے ٹنکچر کی صورت میں ملا کر متلی اور قے کے رجحان کو روکنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ حالانکہ یہ دونوں دوائیں ایسی ہیں کہ ان کی مقدار ذرا سی بڑھا دی جائے تو ان میں متلی اور قے پیدا کرنے کا رجحان .شدت پایا جاتا ہے۔ ہانیمن نے اسی قسم کی بہت سی دوائیں اپنی ایلوپیتھک پریکٹس کے دوران معلوم کیں اور اس بات پر غور کیا کہ آخر کیوں یہی دوائیں ایک بیماری پیدا کرتی ہیں اور ہلکی مقدار میں اس کا انسداد بھی کرتی ہیں۔ اس غور کے دوران اس نے انسانی نظام دفاع کا راز معلوم کیا۔ اطباء عموماً یہ تو جانتے تھے کہ انسانی جسم میں دفاع کی طاقت ہے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ دفاع کی طاقت کتنی وسیع ہے اور کن اصولوں کے مطابق کام کرتی ہے اور یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ اگر بیماریاں جسم میں پھولتی پھلتی رہیں تو اس دفاع کی طاقت کو ان کے خلاف کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہومیوپیتھی کا وہ مرکزی راز ہے جس کی دریافت کا سہرا ہانیمن کے سر پر ہے۔ اس نے انسانی طبعی نظام دفاع کو اتنی گہرائی سے سمجھا اور اس کی طاقتوں کا ایسے حیرت انگیز طریق پر مشاہدہ کیا کہ آج بھی یقین نہیں آتا کہ واقعتاً انسانی جسم کو خدا تعالیٰ نے ایسی عظیم اور لطیف طاقتیں عطا فرمائی ہیں مگر مشاہدہ مجبور کرتا ہے کہ انسان یقین کرے۔

اس اصول کے حق میں بہت سے مزید شواہد اس کے سامنے آئے کہ جسم ہر بیرونی حملے کے خلاف ایک طبعی ردعمل دکھاتا ہے۔ ہر وہ چیز جس سے جسم اجنبیت محسوس کرے، خواہ غذا ہو یا دوا ہو یا کسی قسم کا زہر ہو، جسم کا دفاعی ردعمل اس کے خلاف حرکت میں آجاتا ہے۔ یہ بیرونی حملہ جتنا کمزور ہو اتنا ہی آسانی سے جسم اس کے خلاف کامیاب دفاع کرتا ہے اور جتنا خفیف یہ حملہ ہو گا اسی قدر آسانی سے جسم اس کو ناکام بنادے گا۔ ڈاکٹر ہانیمن نے اس طبعی نظام دفاع سے استفادہ کرتے ہوئے یہ نظریہ پیش کیا کہ اگر انسانی جسم میں کوئی ایسی بیماری موجود ہو جس کو جسم نے کسی وجہ سے نظرانداز کر دیا ہو اور مقابلہ نہ کر رہا ہو تو اگر بہت ہی لطیف مقدار میں کوئی ایسا زہر جس کی علامتیں اس بیماری سے ملتی ہوں جسم میں داخل کر دیا جائے مگر اسے ہلکا کرتے کرتے بالکل بے اثر کر دیا گیا ہو تو جسم اس نہایت کمزور بیرونی حملہ کے خلاف جو ردعمل دکھائے گا اسی ردعمل سے اس اندرونی بیماری کو بھی ٹھیک کردے گا جو اس زہر کی علامتوں سے قریبی مشابہت رکھتی ہے۔

پس وہ طریقہ علاج جس میں انہی زہریلی اشیاء کو ویسی ہی بیماری دور کرنے کے لئے استعمال کیا جائے جیسی وہ خود پیدا کرسکتی ہیں، اسے ہومیوپیتھی یا بالمثل طریقہ علاج کہا جاتا ہے مگر لازم ہے کہ اس زہر کو جب ہومیو دوا کے طور پر استعمال کیا جائے تو اسے اتنا ہلکا کر لیا جائے کہ وہ اپنا زہریلا اثر پیدا کرنے کی طاقت سے محروم ہو چکی ہو۔ باوجود اس کے جسم کی لطیف دفاعی صلاحیت کا شعور اس موہوم حملہ کو پہچان کر اس کے خلاف ردعمل دکھائے گا۔ بسا اوقات یہ زہر ہلکا کرتے کرتے عملاً بالکل معدوم کر دیا جاتا ہے اور ایک نقطہ پر پہنچ کر اصل زہر کا کوئی نشان بھی اس دوا میں باقی نہیں رہتا جس سے دوا بنانے کا آغاز ہوا تھا۔ جوں جوں اس عمل کو اور آگے بڑھاتے چلے جائیں یعنی اس محلول کو جس میں ابتداء کسی زہر کا قطرہ ڈالا گیا تھا مزید محلول ڈال کر یہ امر یقینی بنا دیا جائے کہ اصل زہر کی ایک لطیف یاد کے سوا اس محلول میں اس زہر کا کوئی ایٹم تک باقی نہیں رہا تو جتنی بار اس عمل کو آگے بڑھائیں گے اتنا ہی اس محلول کی ہومیوپیتھک پوٹینسی اونچی ہوتی چلی جائے گی۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس محلول میں گھلی ہوئی موہوم یاد کے پیغام کو روح سمجھ جاتی ہے اور جسم بھی روح کے تابع عمل دکھاتا ہے اور اس کا دفاعی نظام اس حملہ کے خلاف بیدار ہو جاتا ہے۔ اگر روح میں یہ صلاحیت نہ ہو کہ زہر کی محض ایک یاد کے حملہ کو سمجھ سکے اور بعینہٖ اس

کے خلاف دفاع کے لئے جسم کے دفاعی نظام کو تیار کرسکے تو ہومیوپیتھی محض بیکار ہے۔ یہ اتنا لطیف نظام ہے کہ روح کے وجود کو تسلیم کئے بغیر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اصل زہر کا موجود ہونا تو کجا، ہومیوپیتھی دوا کی اونچی طاقتوں میں اس کے واہمہ کا موجود ہونا بھی ممکن نہیں، پھر بھی وہ دوا بھرپور اثر کرتی ہے۔ انسانی جسم دوا کے اس نہایت لطیف اور ہلکے سے اثر کو بھی سمجھ لیتا ہے اور بیماریوں کے خلاف بھرپور ردعمل دکھاتا ہے۔ کسی چیز کے خلاف الرجی بھی اسی قسم کے روحانی ردعمل کا دوسرا نام ہے۔ غیر ہومیوپیتھک سائنسدان بھی حیران ہیں کہ جسم اتنی باریکی سے کس طرح عمل دکھاسکتا ہے۔ ایک دفعہ امریکہ میں ایک ایسی خاتون پر جسے انڈے سے الرجی ہوجاتی تھی ڈاکٹروں نے تجربہ کیا اور اسے ایک ایسی عمارت میں رکھا جہاں کسی قسم کا انڈا لانے کی ہرگز اجازت نہ تھی۔ وہاں کچھ عرصہ تک وہ بالکل ٹھیک رہی لیکن ایک دن اسے اچانک شدید الرجی ہوگئی۔ اس پر فوری طور پر تحقیق شروع ہوئی اور نیچے سے اوپر تک عمارت کے ایک ایک کونے کی مکمل تلاشی لی گئی جو ایک بلند وبالا عمارت تھی۔ بالآخر جب وہ سب سے بالائی چھت تک پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ایک گھونسلے میں ایک کبوتری نے ایک انڈہ دیا ہوا تھا۔ یہ چھت بیمار عورت کے فلیٹ سے پندرہ بیس منزل اوپر تھی۔ اس سے یہ حیران کن انکشاف ہوا کہ انسانی جسم اتنے دور دراز کے لطیف اثرات کو بھی جو ہواؤں میں گھل کر گویا نہ ہونے کے برابر ہوچکے ہوں گے محسوس کرلیتا ہے اور کسی باریک سے باریک اور انتہائی جدید زود حس آلہ کے لئے بھی ممکن نہ تھا کہ اس انڈے کے وجود کو محسوس کرسکے۔

الرجی کے ضمن میں ہونے والی تحقیقات سے ایک اور بات بھی سامنے آئی کہ موسم میں آئندہ ہونے والی تبدیلی کے اثرات بھی الرجی کے بعض مریض اتنے دن پہلے محسوس کرلیتے ہیں کہ جب ابھی انتہائی لطیف سائنسی آلات نے بھی محسوس نہ کیا ہو۔ مثلاً بعض ایسے مریض ہیں جنہیں بجلی کے کڑکنے اور موسم میں اضطراب پیدا ہونے سے الرجی ہوجاتی ہے۔ چونکہ تحقیق سے جو حیرت انگیز بات سامنے آئی وہ یہ تھی کہ موسم کی ظاہری تبدیلیاں ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں اور ان کے کوئی آثار بھی کسی سائنسی آلہ کے ذریعہ منضبط نہیں ہوسکے تھے پھر بھی ایسے مریضوں میں اس الرجی کے آثار شروع ہوگئے جس کا تعلق اس بگڑے ہوئے موسم سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو بھی یہ ملکہ عطا فرمایا ہے کہ وہ موسم کی تبدیلی سے پہلے ہی اسے محسوس کرلیتے ہیں اور شور مچانے لگتے ہیں۔

ہومیوپیتھک دواؤں کے بارے میں یہ خیال، کہ یہ بالکل بے ضرر ہیں یعنی ان کے غلط استعمال سے بھی ضرر پیدا نہیں ہوتا، درست نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی اناڑی اور بیوقوف کے ہاتھ میں اعلیٰ قسم کی کار آجائے تو باوجود اس کے کہ وہ کار حفاظتی نقطہ نگاہ سے بہت ماہرانہ طریق پر بنائی گئی ہو ایک اناڑی کے ہاتھ میں نہایت خطرناک بھی ثابت ہوسکتی ہے؟ اسی طرح ہومیوپیتھی ادویہ کو محفوظ کہا جاتا ہے کہ اگر تشخیص درست ہو تو ان کا زیادہ استعمال بھی نقصان دہ نہیں ہوتا لیکن تشخیص غلط ہو تو نقصان کے احتمال کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا جبکہ ایلوپیتھک دواؤں کی تشخیص درست بھی ہو تو وہ ضرر پہنچاسکتی ہیں۔ مثلاً اسپرین ایک عام دوا ہے جو سردرد وغیرہ دور کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے لیکن اگر اس کا مسلسل استعمال کیا جائے تو یہ معدے، اندرونی جھلیوں اور گردوں وغیرہ پر منفی اثرات ڈالتی ہے۔ ایلوپیتھک معالج کتنے بھی سمجھدار کیوں نہ ہوں، ان کی یہ مجبوری ہے کہ ان کی دوائیں ایک مرض کو تو دور کردیتی ہیں مگر دوسرا پیدا کردیتی ہیں۔ ہومیوپیتھی ادویہ کا محفوظ ہونا ہومیوپیتھک معالجین پر منحصر ہے۔ اگر ان کی تشخیص درست ہو تو خواہ کتنی مقدار میں ہی دوا کیوں نہ کھلائی جائے وہ نقصان نہیں دے گی۔

ہومیوپیتھک ادویہ کے اثرات معلوم کرنے کے عمل کو طریقہ آزمائش (Proving) کہا جاتا ہے۔ مختلف دواؤں کے

خواص جاننے کا ایک ذریعہ ہزاروں تک پھیلا ہوا وسیع انسانی تجربہ ہے۔ انسان کو مختلف زہروں سے بارہا واسطہ پڑتا ہے جس سے ان زہروں کے مزاج کا پتہ چلتا ہے۔ سقراط کو آج سے ۲۵۰۰ برس پہلے جو زہر دیا گیا اس کا نام کونیم (Conium) ہے۔ اس وقت سے پہلے سے بھی اس زہر کے اثرات کسی حد تک انسان کو معلوم تھے مگر کچھ نئے اثرات سقراط نے جب تک اس میں سکت رہی شاگردوں کو لکھوائے اور یوں مرتے ہوئے بھی اس نے بنی نوع انسان کی خدمت انجام دی۔ جوں جوں زہر کی علامات بڑھتی گئیں وہ اپنے شاگردوں کو بتاتا رہا کہ اس زہر کے کیا کیا اثرات جسم کے کس کس حصہ پر کس ترتیب سے پڑ رہے ہیں۔ اسی طرح کے کئی تاریخی واقعات اور تجارب سے زہروں کے اثرات کا علم ہوا۔ ڈاکٹر ہانیمن نے یہ بھی معلوم کیا کہ جو زہر تجربہ کی خاطر کسی صحت مند انسان کو بہت تھوڑی مقدار میں بار بار دیا جائے اس سے اس زہر کی بہت باریک علامتیں نکھر کر سامنے آجاتی ہیں اور منفی اثر مستقل نہیں رہتا۔ جسم اس سے مغلوب ہو جاتا ہے مگر کوئی گہرا خطرہ لاحق نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ یہ عمل بے ضرورت جاری رکھا جائے۔ اس عمل کو پروونگ (Proving) کہا جاتا ہے۔ اس ذریعہ سے ہومیوپیتھک میٹریا میڈیکا مرتب کرنے میں بہت فائدہ اٹھایا گیا ہے لیکن صرف ایک شخص کے تجربہ پر انحصار نہیں کیا جاتا۔ مختلف افراد جن کی ذہنی اور جسمانی علامات پہلے سے لکھ لی جاتی ہیں ان پر وسیع پیمانے پر تجربہ کیا جاتا ہے۔ اس تجربہ کے دوران وہ ایک دوسرے سے کوئی مشورہ نہیں کرتے۔ نہ ان کو یہ علم ہوتا ہے کہ کس نباتاتی یا معدنی مادہ کا محلول بنا کر ان پر تجربہ کیا جارہا ہے نیز اس تجربہ کو مختلف موسموں میں دہرایا بھی جاتا ہے۔ اس طریق پر اس تجرباتی محلول کے جو اثرات ذہن اور جسم پر پڑتے ہیں تجربہ کرنے والا احتیاط سے ان کو مرتب کرتا ہے۔ سب تجارب کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس دوا کے کیا اثرات ہیں۔ ڈاکٹر ہانیمن نے ان تجارب کی روشنی میں سب سے زیادہ اہمیت ذہنی علامتوں کو دی ہے۔ اگر کسی مریض میں وہی ذہنی علامتیں نمایاں ہوں تو اس کے اکثر جسمانی عوارض میں بھی وہی زہر ہومیوپیتھی دوا کی صورت میں دینے سے فائدہ ہوگا۔

ہومیوپیتھک دوا کی خوراک

اس مسئلہ پر ابھی تک ہومیوپیتھک معالجین متفق نہیں ہو سکے کہ کتنی طاقت میں دوا کو استعمال کرنا چاہئے۔ سب اپنے اپنے تجربہ کے مطابق طاقت معین کرتے ہیں۔ بالعموم یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ 30 کی طاقت، روزانہ دو تین بار یا اس سے زائد مرتبہ استعمال کروائی جاسکتی ہے اور اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اسے درمیانی طاقت کی خوراک متصور کیا جاتا ہے۔ چونکہ ہومیوپیتھی میں ادویہ بہت ہی خفیف مقدار میں دی جاتی ہیں۔ بلکہ اصل دوا کا سایہ ہی باقی رہ جاتا ہے اس لئے ایک خوراک میں جتنی بھی کھالی جائے اس کی مقدار کے کم یا زیادہ ہونے سے زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ پچاس گولیاں کھالیں یا چند گولیاں اس کا کوئی فرق نہیں، ویسے اتنی ہی دینی چاہئے جو نہ بہت زیادہ ہو نہ بہت کم۔ لیکن جتنی دفعہ خوراک دہرائی جائے اس سے فرق پڑتا ہے۔ دوا منہ میں ڈالتے ہی ردعمل شروع ہو جاتا ہے اور جتنی دفعہ یہ عمل دہرایا جائے ہر دفعہ ردعمل ظاہر ہوگا۔ اگر دوا گولیوں کی بجائے مائع حالت میں ہو تو ایک قطرہ پانی میں ملائی جائے یا دس قطرے، اس سے فرق نہیں پڑے گا۔ دوا کا اثر منہ میں جاتے ہی شروع ہو جاتا ہے، معدے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خون کے خلیے منہ سے ہی دوا کے اثر کو قبول کرتے ہیں اور دفاعی نظام کے ردعمل کا آغاز ہو جاتا ہے۔ بعض ہومیوپیتھک معالجین اصرار کرتے ہیں کہ دوا ہاتھ کی بجائے کاغذ پر ڈال کر کھانی چاہئے ورنہ اس کا اثر ضائع ہو جائے گا۔ حالانکہ عام طور پر ہاتھ منہ سے زیادہ صاف ہوتے ہیں اور منہ میں کئی قسم کی آلائشوں کی تہیں چڑھی ہوتی ہیں۔ اگر منہ دوا کا اثر قبول کر سکتا ہے تو پھر ہاتھ پر ڈال کر کھانے سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ اگر کاغذ پر ڈالی جائے تو کاغذ پر بھی تو آلودگی ہوتی ہے۔ عام نمک کی

ہومیوپیتھک پوٹنسی کو نیٹرم میور (Natrum Mur) کہا جاتا ہے۔ منہ میں اتنی مقدار میں نمک موجود رہتا ہے کہ اس کی دوا کھائی جائے تو ایسا ہی ہے جیسے نمک کی کان میں معمولی سا پانی کا قطرہ ڈال دیا جائے لیکن اس کے باوجود اثر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس اثر کا مادی ذرات سے تعلق نہیں ہوتا۔ دوا بناتے ہوئے جب محلول میں سے اصل مادہ بالکل غائب ہو تو اس کے اندر محض اس کی ایک یاد سی باقی رہ جاتی ہے جو منہ یا خون میں شامل ہو کر اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے اور جسم اس پیغام کو سمجھ لیتا ہے۔ اس بارے میں حتمی فیصلہ نہیں ہوسکا کہ سائنسی لحاظ سے اس کی کیا تشریح ہوسکتی ہے کہ اصل دوا کا ایک ایٹم بھی محلول میں نہ ہو اور محض محلول اس دوا کی تمام صفات کا حامل رہے۔ دراصل خدا تعالیٰ نے یاد کا ایک ایسا نظام بنا رکھا ہے کہ وہ کبھی نہیں مٹتا۔ یہ ایک روحانی نظام ہے جس کا مادے سے بھی ایک تعلق ہے۔

دوا کب کھائی جائے؟

دوا کھانے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ کھانے سے معاً پہلے یعنی آدھے گھنٹے تک اور آدھے گھنٹے بعد تک نہ کھائی جائے تو بہتر ہے۔ اگر اس وقفہ سے کم میں بھی کھانی پڑے تو ضرور اثر کرتی ہے مگر بعض ہومیوپیتھ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ خالی پیٹ یقیناً زیادہ اثر کرتی ہے۔ اگر فوری ضرورت پیش آئے تو کوئی حرج نہیں۔ نہار منہ رات کو دوا کھانا بہرحال بہتر ہے۔

دوا بنانے کا طریق

ہومیوپیتھی دوا بنانے کے دو طریق ہیں۔ سب سے پہلے دوا کے اصل جزو کو الکحل میں ملا کر کچھ عرصہ کے لئے رکھا جاتا ہے پھر اسے چھان لیا جاتا ہے۔ اس پہلی حالت کو پوٹینسی نہیں کہتے۔ یہ محلول مدر ٹنکچر (Mother Tincture) کہلاتا ہے۔ کئی دواؤں کو مدر ٹنکچر میں ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً جگر کی بیماری میں کارڈس میریانس (Carduus Marianus) مدر ٹنکچر ہی استعمال ہوتی ہے۔ اگر اس کے آٹھ دس قطرے تھوڑے سے پانی میں گھول کر پلائیں تو یہ دوا جگر کی بہت سی بیماریوں میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ جب بھی کسی ہومیو دوا کے ساتھ Q لکھا ہوا پائیں وہ مدر ٹنکچر ہی کا نشان ہے۔

مدر ٹنکچر سے ہومیو دوا بنانے کا عام طریق یہ ہے کہ ایک محلول مثلاً الکحل یا پانی کے 100 قطرے ایک شیشی میں ڈال لیں۔ اس میں صرف ایک قطرہ کسی دوا کی مدر ٹنکچر کا ڈال کر اس کا ڈھکنا بند کر کے دو بار زور دار جھٹکا دیں جس سے وہ قطرہ تمام محلول میں اچھی طرح گھل کر ایک جان ہو جائے۔ جو دوا اس سے تیار ہوگی اس کو ایک پوٹنسی یا ایک طاقت کہیں گے۔ مثلاً اگر ایکونائٹ مدر ٹنکچر کا ایک قطرہ 100 قطرے محلول میں ڈال کر دو چار زور دار جھٹکے دیں تو اسے "ایکونائٹ 1" کہیں گے۔ اس ایکونائٹ 1 کی طاقت بڑھانا مقصود ہو تو اس کا صرف ایک قطرہ کسی محلول کے 100 قطروں میں ملا دیں اور زور دار جھٹکے دیں تو جو دوا تیار ہوگی اسے ایکونائٹ 2 کہیں گے۔ ایکونائٹ 2 کا ایک قطرہ لے کر وہی عمل دہرائیں کہ محلول کے سو قطروں میں اسے ملا کر جھٹکے دیں تو ایکونائٹ 3 تیار ہو جائیگی۔ اس طرح 30 بار کریں تو ایکونائٹ 30 طاقت کی تیار ہوگی۔ ہم جو روز مرہ ہومیوپیتھک دوائیں استعمال کرتے ہیں وہ اسی طرح بنائی جاتی ہیں اور ان کی طاقت کے ساتھ لفظ "C" لکھا جاتا ہے جس کا مطلب ہے "100"۔ مطلب یہ ہے کہ ہر پوٹینسی اس سے پہلی پوٹینسی کی 100 واں حصہ ہے۔ اگر ہر بار محلول کے 100 قطروں کی بجائے صرف دس قطرے لے کر ان میں مدر ٹنکچر کا ایک قطرہ ڈالیں تو جو دوا ہوگی اسے "1X" کہا جائے گا۔ اس 1X میں سے ایک قطرہ لے کر دس مزید محلول کے قطروں میں ڈالیں تو اسے 2X کہا جائے گا۔ اگر اس طریق پر ہر بار عمل کیا جائے تو ہر دفعہ قطروں کی طاقت 1X مزید بڑھ جائے گی یعنی 1X سے 2X سے 3X سے 4X۔ غرضیکہ ہر دفعہ دوا کو دس گنا محلول میں حل کرنے پر ایک ایک طاقت کا اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ بایوکیمک دوائیں اسی طریق پر ایک قسم کے ہلکے میٹھے سے تیار کی جاتی ہیں۔ مثلاً مدر ٹنکچر ایک قطرہ لے کر دس گرام میٹھے

میں خوب اچھی طرح پیس کر اسے یکجان کردیں تو یہ بایو کیمک دوا کی 1X پوٹینسی بن جائے گی۔ جب اس میں سے ایک گرام میٹھا لے کر اسے مزید دس گرام میٹھے میں خوب پیس کر ملا دیں تو یہ 2X دوا بن جائیگی۔ اس 2X میں سے ایک گرام لے کر دس گرام میٹھے میں اسی طریق پر اچھی طرح ملا کر یکجان کردیں تو یہ 3X پوٹینسی بن جائے گی۔

غرضیکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ دوا کی طاقت بڑھ رہی ہے تو ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ اصل زہر کی طاقت بڑھ رہی ہے' نہیں' بلکہ ہر دفعہ جب اصل زہر کی طاقت کم ہو کر سوواں حصہ رہ جاتی ہے تو جو دوا بنتی ہے اس کی ایک طاقت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح بایو کیمک دوا کا حال ہے۔ ہر دفعہ اصل زہر دسواں حصہ کم ہو تو بایو کیمک دوا کی ایک طاقت اونچی ہو جائے گی۔ ہومیو پیتھک دواؤں کے ساتھ عام طور پر C لکھنے کا رواج نہیں رہا بلکہ 1-2-3 یا 30-200 وغیرہ لکھا جاتا ہے۔ چونکہ دنیا میں یہ معروف ہو چکا ہے اس لئے C لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اگر ایک ہزار طاقت ہو تو انگریزی میں وہ 1M کہلائے گی۔ 10M لکھا جائے تو دس ہزار طاقت ہوگی۔ اگر ایک لاکھ طاقت بنائی گئی ہو یعنی ایک لاکھ بار کسی دوا کا صرف ایک قطرہ 100 قطرے محلول میں ملایا گیا ہو تو اسے CM کہتے ہیں۔ رومن اصطلاح میں C ایک سو کو' M ایک ہزار کو اور CM اکٹھا ایک لاکھ طاقت کو کہا جاتا ہے۔

ہومیو پیتھی اور بایو کیمی میں فرق

بایو کیمک کا دوسرا نام 12 Tissue Remedies ہے۔ انسانی خون کے نظام میں بارہ کیمیائی مادے یعنی Chemicals ایک خاص توازن میں پائے جاتے ہیں جو اگر بگڑ جائے تو انسان ضرور بیمار پڑ جاتا ہے۔ بارہ کیمیائی مادوں میں سے ہر ایک کا متوازن ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک کم ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں جسم معین بیماری میں مبتلا ہو جائے گا۔ بعض دفعہ برعکس صورت ملتی ہے یعنی ہر بیماری کے نتیجہ میں یہ بارہ کیمیائی مادے ضرور متاثر ہوتے ہیں اور ان کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ بایو کیمک طریق علاج میں اس پر بہت تحقیق ہوئی ہے کہ ان کیمیائی مادوں سے بنائی ہوئی بایو کیمک دوائیں کس بیماری اور کس قسم کی مضر علامات کو درست کرنے میں مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً اکثر اعصابی بیماریوں میں کالی فاس مفید ہے تو اکثر تشنجی بیماریوں میں میگ فاس مفید ہے وغیرہ وغیرہ و علیٰ ھذا القیاس۔ غرضیکہ خون میں ان کیمیائی مادوں کے اجزاء متناسب رہیں تو جسم صحت مند رہتا ہے۔ بایو (Bio) کا مطلب ہے زندگی اور کیمک "کیمیکل" کا مخفف ہے۔ وہ کیمیکل جو زندگی برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں' ان کا توازن بگڑ جائے تو بہت گہری بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان میں ایک دوا سلیشیا ہے جو دراصل کیمیکل نہیں بلکہ سلیکون سے بنتی ہے جو زمین کا ایک جزو ہے اور ہر مٹی میں پایا جاتا ہے۔ انسانی جسم پر سلیشیا کا زیادہ اثر اسی طرح ہوتا ہے کہ یہ ہر بیرونی حملے کے خلاف جسم کو متحرک کردیتی ہے۔ اسی دوا سے ہومیو پیتھک اونچی طاقت کی دوائیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ صرف سلیشیا پر ہی بس نہیں تمام بایو کیمک ادویہ X طاقت کے علاوہ C طاقت میں یعنی روزمرہ استعمال ہونے والی ہومیو طاقت میں بھی بنائی جاتی اور کامیابی سے استعمال ہوتی ہیں۔ سلیشیا ایک ایسی دوا ہے جس میں بیرونی حملے کا کوئی خاص تعین نہیں۔ مختلف بیماریوں کے جراثیم ہوں' گلے میں ہڈی کا ٹکڑا پھنسا ہوا ہو' کانٹا چبھ گیا ہو' کوئی گولی جسم میں رہ گئی ہو یا شیشے کا ٹکڑا چلا گیا ہو تو ان سب کے خلاف سلیشیا رد عمل دکھاتی ہے لیکن اس کے استعمال میں کچھ احتیاطیں لازم ہیں۔

بایو کیمک دراصل تو ہومیو پیتھی ہی ہے۔ بعض ہومیو پیتھک معالج سمجھتے ہیں کہ بایو کیمک دواؤں کی حدود کے اندر رہتے ہوئے وہ ہر بیماری کا علاج کر سکتے ہیں اس لئے یہ ہومیو پیتھی طریق علاج کی ایک الگ شاخ بن گئی ہے۔ ہومیو پیتھک معالج بایو کیمک دوائیں بھی استعمال کرتے ہیں لیکن بایو کیمک ڈاکٹر انہی بارہ دواؤں تک محدود رہتے ہیں

حالانکہ یہ خوامخواہ کی ضد ہے۔ عملاً یہ ممکن نہیں کہ صرف انہی دواؤں میں محدود رہ کر بیماری کا موثر علاج کیا جاسکے۔ کسی بیماری کے پیدا ہونے کے لئے ہرگز ضروری نہیں کہ پہلے خون میں موجود بارہ نمکیات کا توازن بگڑے تو اس کے نتیجے میں کوئی بیماری لگے۔ ہزاروں بیماریاں ایسی ہیں جو نمکیات کے توازن سے بے نیاز الگ محرکات اور وجوہات سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ضروری نہیں کہ وہاں بایو کیمک دوائیں ہی فائدہ دیں۔ مثال کے طور پر ٹائیفائیڈ اور پولیو بیرونی جراثیم کے حملے سے ایسے شخص کو بھی لاحق ہو جاتے ہیں جس کا نمکیات کا نظام متوازن ہو۔ اگر دوسری ہومیو دواؤں سے ٹائیفائیڈ اور پولیو کا صحیح علاج کیا جائے اور اعصاب میں زندگی کی کچھ رمق ہو تو زندگی ان کے خلاف دفاع شروع کر دیتی ہے اور رفتہ رفتہ بیماری کے اثرات مٹنے لگتے ہیں۔

ہومیو پیتھک طریق علاج کی تائید ایک روحانی ذریعہ سے

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ایک روحانی ذریعہ سے آپ کو معلوم ہوا ہے کہ جسم کے اندرونی عضلات پر جو بیماریاں حملہ کرتی ہیں اگر انہیں کسی طرح جلد پر نکال دیا جائے تو اندرونی عضو بچ جاتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے جن دواؤں کو بطور مثال پیش کیا ہے وہ سلفر اور مرکری ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خطرناک بیماری بغلوں یا گلے کے غدوددوں پر یا کسی اور اندرونی غدود پر حملہ آور ہو تو سلفر یا مرکری دینے سے وہ غدود کو چھوڑ دیتی ہے۔ البتہ ایسا مریض جلدی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے (جو کم خطرناک صورت ہے)۔ طاعون کے حفظ ماتقدم کے طور پر بھی آپ نے اسی طریق کو اپنانے کا مشورہ دیا ہے کہ طاعون کی وبا کے دنوں میں اگر بعض دواؤں کے ذریعہ جلدی امراض پھیلا دی جائیں تو بعید نہیں کہ طاعون غدوددوں پر حملہ ہی نہ کرے۔

میں نے اس اصول کے تحت بہت سے کامیاب علاج کئے ہیں۔ رسٹاکس جلد کی بیماری پیدا کرنے میں بہت نمایاں ہے اور اندرونی عضلات پر بھی حملہ کرتی ہے۔ اس کے دائرہ اثر میں بہت سی بیماریاں ہیں جن کا جلد پر بھی اثر ہوتا ہے اور اندرونی جھلیوں کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ رسٹاکس کے علاوہ سلفر اور بعض دوسری دوائیں بھی اسی طرح کا دہرا مزاج رکھتی ہیں۔

ٹائیفائیڈ کا ہومیو علاج بہت احتیاط سے کرنا چاہئے کیونکہ اگر اسے تیز روایتی علاج سے دبا دیا جائے تو بعض اوقات یہ دماغ پر حملہ کر دیتا ہے۔ وہ شخص جو ٹائیفائیڈ کے بگڑنے اور دماغ پر حملہ آور ہونے کی وجہ سے پاگل ہو جائے، میرے علم میں نہ اس کا کوئی کامیاب ہومیو پیتھک علاج ہے نہ روایتی طب کے ذریعہ کبھی ایسے پاگل کو ٹھیک ہوتے دیکھا ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ ہر بیماری کے خلاف جسم کے اندر دفاعی طاقت موجود ہے لیکن ایک چیز سے جسم نہیں لڑ سکتا اور وہ موت ہے جو بعض اوقات جزوی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر اعصاب ایک دفعہ مر جائیں تو دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے۔ ٹائیفائیڈ کا زہر بسا اوقات دماغی خلیوں اور اعصابی ریشوں کو مار دیتا ہے اور یہ مرے ہوئے اعصابی ریشے دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔ اگر ہومیو پیتھک معالج یہ دعویٰ کرے کہ میں ہر بیماری پر قابو پا سکتا ہوں اور ہر مرض میرے دائرہ اختیار میں ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی جو طبعی عمر مقرر کر رکھی ہے وہاں تک پہنچانے میں ہومیو پیتھی مدد تو کر سکتی ہے مگر اجل مسمی کو ہرگز ٹال نہیں سکتی۔

ہومیو پیتھی طریق علاج میں خوراک کے بارے میں کوئی خاص پابندی نہیں ہے کہ کیا کھایا جائے اور کیا نہ کھایا جائے۔ ہومیو پیتھی دوائیں ہر قسم کی خوراک کھانے کے باوجود مکمل اثر دکھاتی ہیں اور کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہر مریض کو ایسی غذا کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے اس کی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اس کے مزاج سے موافقت نہ رکھتی ہو۔

ہومیو پیتھک دواؤں کو محفوظ رکھنے کا طریقہ

ہومیو پیتھک دوائیں لمبے عرصہ تک خراب نہیں ہوتیں۔ سو سال سے زائد مدت تک بھی پڑی رہیں تو پھر بھی اثر دکھاتی ہیں۔ انہیں ٹھنڈی خشک جگہوں پر رکھنا چاہئے۔ شیشیوں کے ڈھکنے اچھی طرح سے بند ہوں۔ درجہ حرارت بڑھنے سے عموماً دوا خراب نہیں ہوتی لیکن اگر دوا ٹنکچر کی صورت میں ہو اور شیشی کے ڈھکنے کو احتیاط سے بند نہ کیا گیا ہو تو درجہ حرارت بڑھنے سے دوا سوکھ جاتی ہے۔ اگر شیشی بالکل خشک ہو جائے تو تازہ دوا بنانی چاہئے لیکن ایک قطرہ بھی موجود ہو تو اسے دوبارہ محلول ڈال کر بھر سکتے ہیں۔ اس طرح دوا کی پوٹینسی ایک درجہ زیادہ ہو جائے گی یعنی 30 سے 31 یا 200 سے 201 لیکن عموماً اس کے اثر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ہومیو پیتھی دواؤں کے بارے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ انہیں براہ راست دھوپ میں نہ رکھا جائے کیونکہ سورج کی شعاعوں سے ان دواؤں کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اگر دوا کی خالی شیشیاں دوبارہ استعمال میں لانی ہوں تو انہیں پانی میں ابال کر کپڑے سے خشک کر کے دھوپ میں رکھ دیں تا پہلی دوا کے تمام اثرات مٹ جائیں۔

سب دواؤں کو الگ الگ شیشیوں میں رکھنا چاہئے۔ ہاں بوقت ضرورت انہیں ملایا بھی جا سکتا ہے لیکن مستقل ملا کر نہیں رکھنی چاہئیں اگرچہ بعض دواؤں کے نسخے بنا کر رکھنے سے اثر کلیتاً زائل تو نہیں ہوتا لیکن وہ دوائیں جو ایک دوسرے کے اثر کو زائل کر دیں اور آپس میں ہم مزاج نہ ہوں انہیں الگ الگ رکھنا ضروری ہے۔ ضرورت کے مطابق تازہ کمپچر بنایا جائے تو بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کمپچر بنا کر رکھا جائے۔

دوا کو تیز خوشبو کے اثرات سے بچا کر رکھنا چاہئے خصوصاً کافور کی خوشبو تو اکثر ہومیو پیتھی ادویہ کے اثر کو زائل کر دیتی ہے۔ اگر فضا میں کوئی خوشبو رچی ہو تو وہ عموماً دوا پر اثر انداز نہیں ہوتی لیکن یہ احتیاط ضروری ہے کہ فوری طور پر کسی خوشبو کا سپرے نہ کیا گیا ہو۔

(ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل جلد اول صفحہ I تا XX1)

بقیہ از صفحہ 16

ہوتے ہوئے بھی زمانی فاصلوں کے لحاظ سے بھی اور جسمانی فاصلوں کے لحاظ سے بھی، پھر بھی اس زمانے کے ایسے قریب کر دیئے جائیں کہ قرآن کا یہ بیان آپ کے حق میں پورا ہو کہ آخرین ہوتے ہوئے آپ اولین سے آملے ہیں۔

پس آپ کے لئے تو لمحات ہی لمحات ہیں۔ ایک سال کا کیا انتظار کرتے ہیں۔ اپنی ساری زندگیوں کو لیلۃ القدر کیوں نہیں بناتے۔ کیونکہ پھر آپ کی زندگیاں ان لمحات سے بھر جائیں گی جن سے باقی لوگوں کی زندگیاں روشن ہوں گی۔ وہ حضرت محمد رسول ﷺ کا فیض آپ کی صحبت میں گزارے ہوئے لمحات سے حاصل کریں گے۔ تو اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ لیلۃ القدر کے ہر پہلو سے استفادہ کریں۔ اپنی راتوں کو بھی صبحوں میں تبدیل کر دیں اور اس دنیا کی راتوں کو بھی صبح میں تبدیل کر دیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ فروری ۱۹۹۵ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۷ اپریل ۹۵ء)

بقیہ از صفحہ 18

القدر سے روشن کر لیں تو یہ زندگی پھر اس دنیا میں ہی نہیں اس دنیا میں بھی ساتھ دے گی۔ اس دنیا میں جس رفیق کو آپ پائیں گے، وہ آپ کو چھوڑے گا نہیں، مرتے وقت اس کے اور قریب ہوں گے، اس سے دور نہیں ہٹیں گے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ رمضان مبارک کے اس پیغام کو آپ بشدت بڑے غور کے ساتھ اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کی کوشش کریں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۹۸ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۳ مارچ ۹۸ء)

رمضان کی اصل برکت

رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا- تو ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے-

اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہو گی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے-

ایک دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے "باب من فضل من قام رمضان"- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں-

ان دونوں حدیثوں میں تھوڑا سا فرق ہے- پہلی حدیث میں عبادت کا عمومی ذکر تھا جو اخلاص کے ساتھ ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے عبادت کرتا اس کی گویا کہ از سر نو روحانی پیدائش ہوتی ہے' یہاں تہجد کی نماز کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا ہے جو رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں- پس رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی تہجد کی نمازیں یوں کہنا چاہئے خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں- اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے- کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہو سکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان شامل نہ کر لے- اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنا لیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحری کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دو نفل بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے- یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آجائیں' یہ رمضان کی روح کے منافی ہے- اور جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے اور امید ہے کہ اس کو اب رواج دیا جائے گا' بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی-

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جنوری 98ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل)

سالِ نو اور عید مبارک

پیلاطوس

جو مسیح کی محبت میں شہید کیا گیا

(مکرم نصیر احمد صاحب انجم استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ)

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

اگر اس شعر میں دل سے شہر فلسطین مراد لی جائے۔ تو بھی یہ شعر مبنی بر حقیقت رہے گا۔ اس کی قدرے تفصیل یوں ہے کہ

کنعان کی تاریخ کا سرسری جائزہ

حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں ہزاروں بنی اسرائیل مصریوں کی غلامی کی زنجیریں کاٹ کر عازم فلسطین ہوئے۔ ابھی یہ قافلہ فلسطین کی حدوں کو چھو رہا تھا کہ سالار قافلہ حضرت موسیٰ کو داعی اجل نے آلیا۔ اور بنی اسرائیل نے آپ کو موآب کی سرزمین میں دفن کیا۔ آپ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون کی قیادت میں یہ قافلہ فلسطین میں داخل اور قابض ہو گیا۔ حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت سلیمان تک (۱۳۰۰ ق م تا ۹۲۲ ق م) قریباً ۳۷۸ سالہ دور میں یہودی سلطنت مختلف نشیب و فراز سے دوچار رہی البتہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمانؑ کا زمانہ تاریخ یہود میں عہد زریں (Golden age) کہلاتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی وفات پر ان کا نافرمان بیٹا رحبعام برسراقتدار آیا تو سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ دس قبائل نے بغاوت کر دی اور یربعام کی قیادت میں شمال میں جا کر الگ حکومت قائم کر لی۔ اس طرح فلسطین شمالی اور جنوبی حکومتوں میں تقسیم ہو گیا۔ اندرونی خلفشار کے بعد بیرونی طاقتوں کو موقع مل گیا۔ چنانچہ دو سو سال بعد ۷۲۱ ق م میں شمالی سلطنت کو اسوریوں نے تباہ کر دیا اور ان کے قریباً ڈیڑھ صدی بعد ۵۸۱ ق م میں بابل کے بادشاہ بنوکدنضر نے جنوبی سلطنت کو متعدد حملوں کے بعد تاخت و تاراج کر دیا۔ اور اہم یہود کو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ قریباً نصف صدی بعد ۵۳۸ ق م میں شاہ فارس خورس (جسے حضرت مصلح موعود نے ذوالقرنین قرار دیا ہے) نے بابلیوں کو شکست دی۔ اس طرح فلسطین فارسیوں کے زیر نگیں آگیا۔ ایرانیوں کا زوال ۳۳۳ ق م مقدونیہ کے شہنشاہ اسکندر اعظم کے ذریعہ واقعہ ہوا اور یوں فلسطین کے یہود یونانیوں کے ماتحت ہو گئے۔

یونانیوں کی حکومت اسکندر اعظم کے بعد مختلف حصوں میں بٹ گئی۔ یہود پر پہلے تالمی، سیلوکی اور پھر مکابی خاندان کی حکومت رہی۔ بالآخر یونانی سلطنت کو رومیوں نے شکست دی تو ۶۳ ق م میں فلسطین رومیوں کے ماتحت ہو گیا۔

قارئین۔ میں نے تو یہ کہانی چند لائنوں میں سنا دی ہے لیکن اس قصہ پارینہ کو یہاں تک پہنچتے پہنچتے قریباً ۱۲۵۰ سال صرف ہو گئے۔ بہرحال رومیوں نے پہلے پہل یہ طریق اپنایا کہ فلسطین کے ہی ایک رومی خاندان جو ہیرودیس کا خاندان کہلاتا تھا کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ ان کی حکومت مختلف علاقوں میں الگ الگ حاکموں کے تحت رہی۔ جب اس خاندان نے اپنے رومی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے یہود پر مظالم کے پہاڑ توڑے تو رومن ایمپائر نے صوبہ یہودیہ کی حکومت اس

خاندان سے لیکر براہ راست رومی گورنر کی ماتحتی میں کر دی۔ حضرت مسیح کی پیدائش کے وقت روم کا بادشاہ قیصر اغسطس تھا۔ لیکن واقعہ صلیب کے وقت بادشاہ ٹائبرس تھا اور اس کے عہد حکومت میں ۲۶ تا ۳۶ء تک فلسطین کے ایک صوبہ جس میں یہودیہ سامریہ اور ادومیہ کے علاقہ تھے کا رومی گورنر پینطیس پیلاطوس تھا۔

پیلاطوس کا تعارف

پیلاطوس کی جائے پیدائش نامعلوم ہے تاہم لفظ پینطیس جو اس کے نام کا حصہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید اس کا تعلق پونٹی کے مشہور Samnite خاندان سے ہو۔ جب کہ لفظ پیلاطوس اگر یونانی لفظ Pileatus سے ماخوذ ہو تو اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کے خاندان میں غلامی رہی ہوگی کیونکہ یونان میں Pilleus اس ٹوپی کو کہتے ہیں جو غلام پہنا کرتے تھے اور ایسے شخص کو Pilleatus کہا جاتا تھا۔ تاہم یہ دونوں اندازے ہیں۔ قطعی اور تاریخی طور پر اس کی بابت کوئی ذکر نہیں ہے اور بالعموم اس گورنر کا کوئی ذکر رومی تاریخ میں نہیں ہے۔ صرف ایک رومی مورخ (تستس) Tacitus نے واقعہ صلیب کے ضمن میں پیلاطوس کا ذکر کیا ہے۔

(Enc. Biblica Under Word Pilate Vol-3. P.3772 Ed.1899)

پیلاطوس کے اختیارات

پیلاطوس یہودیہ، سمرنا اور ادومیہ کا گورنر تھا۔ وہ دس سال تک اس عہدے پر فائز رہا۔ بہت بااختیار تھا۔ کسی کی موت کا پروانہ جاری کر سکتا تھا اور سزائے موت پانے والے کو رہا کر سکتا تھا۔ یہود کی صدر عدالت Sanhedrin (جرگہ) کے فیصلوں کو بدل سکتا تھا۔ جرگہ کے فیصلوں پر نفاذ کیلئے اس کی توثیق ضروری ہوتی تھی۔ ہیکل کے خزانے اس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ سردار کاہن اس کی مرضی سے چنا جاتا۔ سردار کاہن کا مخصوص لباس جو تہواروں پر پہنا جاتا بعد میں اس کے پاس محفوظ رہتا۔ اس کے تحت ۵ ہزار سے زائد فوج تھی جو قیصریہ کی چھاؤنی میں متعین رہتی تھی۔ الغرض یہودیہ کے صوبہ میں یہ مکمل بااختیار حاکم تھا۔

(قاموس الکتاب زیر لفظ پیلاطوس ایڈیشن ۱۹۸۷ء)

پیلاطوس اور یہود

یہود بالعموم پیلاطوس کو ایک ظالم بے رحم اور غیر لچک دار حاکم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مشہور مورخ Philo کے مطابق اگریپہ اول (Agrippa I) نے شاہ روم Caligula کو پیلاطوس کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا۔

Inflexible, merciless and obstinate (Enc. Biblica)

مشہور یہودی مورخ Josephus بھی اسی انداز سے اس کا ذکر کرتا ہے۔ پیلاطوس کے دور حکومت کے تین واقعات زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ یروشلم میں یہ رواج تھا کہ قیصر کی تصویروں والے جھنڈے جو فوجی استعمال کرتے تھے۔ یروشلم داخل ہوتے وقت وہ ہٹا لئے جاتے تھے تا کہ یہود کی دل شکنی نہ ہو۔ مگر پیلاطوس نے آکر اس رعایت کو ختم کر دیا اور فوجی دستہ رات کو یہ جھنڈے لہراتے ہوئے یروشلم میں داخل ہو گیا۔ اور جب اگلے دن یہود نے احتجاج کیا تو پیلاطوس نے کوئی توجہ نہ دی۔

۲۔ دوسرا واقعہ یوں ہوا کہ ہیکل (Temple) کے چندے کی رقم میں سے پیلاطوس کے حکم پر ایک نالی کی تعمیر کروائی گئی۔ اگرچہ یہ ایک قومی کام ہی تھا۔ لیکن یہود اس پر بہت سیخ پا ہوئے مگر پیلاطوس نے بغیر وردی کے سپاہیوں کو احتجاجی جلوس میں بھیج کر سختی سے مخالفین کو دبا دیا۔

۳۔ سامریوں کے ساتھ بھی پیلاطوس کی سختی کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ سامری ایک مرتبہ کوہ گرزیم پر اس لئے جمع ہوئے کہ وہاں بقول ان کے حضرت موسیٰ کی مدفون ہڈیاں تلاش کی جائیں۔ مگر گورنر کے حکم پر فوجی دستہ بھجوا کر انہیں کچل دیا گیا۔

(New age Enc. Under Word Pontius Pilate) Vol.14 p.361-62 Ed.1979)

قارئین محترم! ان واقعات سے پیلاطوس کی جو منفی تصویر ابھرتی ہے۔ اس کا سبب ظاہر ہے کہ یہ واقعات یہود و نصاریٰ کی بیان

کردہ تحریروں پر مبنی ہیں۔ اور تصویر کا صرف ایک رخ دکھاتے ہیں جب کہ دوسرا رخ یوں بنتا ہے کہ ایک گورنر جو قوانین کا پابند اور حکام بالا کے سامنے جوابدہ بھی ہو اس کی اولین ذمہ داری امن وامان قائم رکھنا ہے۔ اس لئے ہر بغاوت اور شورش جو رومی قوانین سے متصادم بھی ہو کو دبانا اس کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔ ویسے یہ گورنر یہود کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنے اور ان کی دلجوئی کرنے کا خواہاں تھا۔ چنانچہ اس کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ وہ ان کی خاطر عید اور تہواروں کے مواقع پر قیدیوں کو رہا کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ مرقس ۱۵/۷ میں درج ہے۔

"وہ عید پر ایک قیدی کو جس کے لئے لوگ عرض کرتے ان کی خاطر چھوڑ دیا کرتا تھا۔" چونکہ پیلاطوس حضرت مسیح کے واقعہ صلیب سے متعلق تھا اس لئے امکان ہے کہ عمداً اس کی منفی تصویر کشی کی گئی ہو Pilate کے اسی المیے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

The Peculiar misfortune of pilate that he was connected with the tragedy of Jesus, has resulted in all tereatment of his career being merely a search for evidence in support of a foregone conclusion. His ten years tenure of office is evidence of the general success of his administration.

(Enc. Biblca under Word Pilate)

پیلاطوس کی بدقسمتی یہ رہی کہ وہ واقعہ صلیب کے افسوسناک واقعہ سے متعلق تھا اور اسی سبب سے اس کا دور حکومت نظروں سے چھپ گیا۔ حالانکہ اس کا دس سال حکومت کرنا اس کی انتظامی صلاحیتوں اور کامیابیوں کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

حضرت مسیحؑ اور پیلاطوس

یہود و نصاریٰ کا نئے عہد نامہ کے علاوہ لٹریچر پڑھنے سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ پیلاطوس پر حضرت مسیح کی صداقت آشکار ہو چکی تھی اور وہ درپردہ مسیحی ہو گیا تھا۔ تاہم اپنی جاہ و حشمت اور حکومت کو بچانے کیلئے اس نے کھل کر اپنے مسیحی ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہرقل شاہ روم ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ لیکن جب پادریوں اور درباریوں کا شور و غوغا دیکھا تو دبک گیا۔ لیکن بایں ہمہ پیلاطوس نے "سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" کے محاورے پر عمل کیا۔ یہود کو راضی کرنے کیلئے بظاہر حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ مگر پوری سکیم کے تحت آپ کو صلیبی موت سے بچانے کے سامان بھی کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پیلاطوس بھی قیصر کے حکم سے قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ درپردہ حضرت مسیح کا حامی تھا اور اسکی عورت بھی حضرت عیسیٰ کی مرید تھی۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن ۲۱/۴۰۲)

ہمارے اس دعویٰ کے حق میں مندرجہ ذیل شواہد موجود ہیں:۔

بیوی کا خواب

جب مسیح کا مقدمہ پیلاطوس کے زیر سماعت تھا تو اس کی بیوی نے اسے ایک پیغام بھجوایا۔

"اور جب وہ تخت عدالت پر بیٹھا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھو کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے۔" (متی ۲۷/۱۹)

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نہایت اہم نکتہ پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ "مسیح ہندوستان میں" صفحہ ۲۴۔ ۲۳ پر فرماتے ہیں۔

"اور اس کے ساتھ ایک اور آسمانی سبب یہ پیدا ہوا کہ جب پیلاطوس کچہری کی مسند پر بیٹھا تھا اس کی جورو نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ (یعنی اس کے قتل کرنے کیلئے سعی نہ کر) کیونکہ میں نے آج رات خواب میں اس کے سبب سے بہت تکلیف پائی۔ دیکھو متی باب ۲۷ آیت ۱۹۔ سو یہ فرشتہ جو خواب میں پیلاطوس کی جورو کو دکھایا گیا۔ اس سے ہم اور ہر ایک منصف یقینی

طور پر یہ سمجھے گا کہ خدا کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ مسیح صلیب پر وفات پاوے۔ جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی آج تک یہ کبھی نہ ہوا کہ جس شخص کے بچانے کیلئے خدا تعالیٰ رؤیا میں کسی کو ترغیب دے کہ ایسا کرنا چاہئے تو وہ بات خطا جائے۔ مثلاً انجیل متی میں لکھا ہے کہ خداوند کے ایک فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کے کہا۔ "اٹھ اس لڑکے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور وہاں جب تک میں تجھے خبر نہ دوں ٹھہرا رہ کیونکہ ہیرودوس اس لڑکے کو ڈھونڈے گا کہ مار ڈالے۔" دیکھو انجیل متی باب ۲ آیت ۱۳۔ اب کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یسوع کا مصر میں پہنچ کر مارا جانا ممکن تھا۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک تدبیر تھی کہ پیلاطوس کی جورو کو مسیح کیلئے خواب آئی۔ اور ممکن نہ تھا کہ یہ تدبیر خطا جاتی۔ اور جس طرح مصر کے قصہ میں مسیح کے مارنے جانے کا اندیشہ ایک ایسا خیال ہے جو خدائے تعالیٰ کے ایک مقرر شدہ وعدہ کے برخلاف ہے۔ اسی طرح اس جگہ بھی یہ خلاف قیاس بات ہے کہ خدائے تعالیٰ کا فرشتہ پیلاطوس کی جورو کو نظر آوے اور وہ اس ہدایت کی طرف اشارہ کرے کہ اگر مسیح صلیب پر فوت ہو گیا۔ تو یہ تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا تو پھر اس غرض سے فرشتہ کا ظاہر ہونا بے سود جاوے اور مسیح صلیب پر مارا جائے کیا اس کی دنیا میں کوئی نظیر ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہر ایک نیک دل انسان کا پاک کانشنس جب پیلاطوس کی بیوی کے خواب پر اطلاع پائے گا تو بیشک وہ اپنے اندر اس شہادت کو محسوس کرے گا کہ درحقیقت اس خواب کا منشاء یہی تھا کہ مسیح کے چھوڑانے کی ایک بنیاد ڈالی جائے۔ یوں تو دنیا میں ہر ایک کو اختیار ہے کہ اپنے عقیدہ کے تعصب سے ایک کھلی کھلی سچائی کو رد کر دے اور قبول نہ کرے۔ لیکن انصاف کے رو سے ماننا پڑتا ہے کہ پیلاطوس کی بیوی کی خواب مسیح کے صلیب سے بچنے پر ایک بڑے وزن کی شہادت ہے۔"

پیلاطوس کی مسیح کو رہا کرنیکی عملی کوشش

انجیل یوحنا میں بالخصوص جب کہ دیگر اناجیل میں عموماً پیلاطوس کی بار بار کوشش کا ذکر ہے۔ جو اس نے یہود کو کسی طرح اس بات پر آمادہ کرنے کیلئے کیں کہ وہ حضرت مسیح کو صلیب دینے سے باز رہیں چنانچہ یوحنا کہتا ہے۔

"پھر وہ یسوع کو کائفا کے پاس سے قلعہ کو لے گئے اور صبح کا وقت تھا اور وہ خود قلعہ میں نہ گئے تاکہ ناپاک نہ ہوں بلکہ فسح کھا سکیں۔ پس پیلاطوس نے ان کے پاس باہر آکر کہا تم اس آدمی پر کیا الزام لگاتے ہو؟ انہوں نے جواب میں اس سے کہا کہ اگر یہ بدکار نہ ہوتا تو ہم اسے تیرے حوالہ نہ کرتے۔ پیلاطوس نے ان سے کہا اسے لے جا کر تم ہی اپنی شریعت کے موافق اس کا فیصلہ کرو۔ یہودیوں نے اس سے کہا ہمیں روا نہیں کہ کسی کو جان سے ماریں۔ یہ اس لئے ہوا کہ یسوع کی وہ بات پوری ہو جو اس نے اپنی موت کے طریق کی طرف اشارہ کرکے کہی تھی۔

پس پیلاطوس قلعہ میں پھر داخل ہوا اور یسوع کو بلا کر اس سے کہا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ تو یہ بات آپ ہی کہتا ہے یا اوروں نے میرے حق میں تجھ سے کہی ہے؟ پیلاطوس نے جواب دیا کیا میں یہودی ہوں؟ تیری ہی قوم اور سردار کاہنوں نے تجھ کو میرے حوالہ کیا۔ تو نے کیا کیا ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں۔ اگر میری بادشاہی دنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا۔ مگر اب میری بادشاہی یہاں کی نہیں۔ پیلاطوس نے اس سے کہا پس کیا تو بادشاہ ہے؟ یسوع نے جواب دیا تو خود کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ میں اس لئے پیدا ہوا اور اس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دوں۔ جو کوئی حق سے ہے میری آواز سنتا ہے۔ پیلاطوس نے اس سے کہا حق کیا ہے؟

یہ کہہ کر وہ یہودیوں کے پاس پھر باہر گیا اور ان سے کہا کہ میں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔ مگر تمہارا دستور ہے کہ میں فسح پر تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑ دیا کرتا ہوں۔ پس کیا تم کو منظور ہے کہ میں تمہاری خاطر یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دوں؟ انہوں نے چلا کر پھر کہا کہ اس کو نہیں لیکن برابا کو۔ اور برابا ایک ڈاکو تھا۔

اس پر پیلاطوس نے یسوع کو لیکر کوڑے لگوائے۔ اور سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور اسے ارغوانی پوشاک

پہنائی۔ اور اس کے پاس آ آکر کہنے لگے اے یہودیوں کے بادشاہ آداب! اور اس کے طمانچے بھی مارے۔ پیلاطوس نے پھر باہر جا کر لوگوں سے کہا کہ دیکھو میں اسے تمہارے پاس باہر لے آتا ہوں۔ تاکہ تم جانو کہ میں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔ یسوع کانٹوں کا تاج رکھتے اور ارغوانی پوشاک پہنے باہر آیا اور پیلاطوس نے ان سے کہا دیکھو یہ آدمی! جب سردار کاہن اور پیادوں نے اسے دیکھا تو چلا کر کہا صلیب دے۔ صلیب! پیلاطوس نے ان سے کہا کہ تم ہی اسے لے جاؤ اور صلیب دو کیونکہ میں اسکا کچھ جرم نہیں پاتا۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ ہم اہل شریعت ہیں اور شریعت کے موافق وہ قتل کے لائق ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنایا۔ جب پیلاطوس نے یہ بات سنی تو اور بھی ڈرا۔ اور پھر قلعہ میں جاکر یسوع سے کہا تو کہاں کا ہے؟ مگر یسوع نے اسے جواب نہ دیا۔ پس پیلاطوس نے اس سے کہا تو مجھ سے بولتا نہیں؟ کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے تجھ کو چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے اور مصلوب کرنے کا بھی اختیار ہے؟ یسوع نے اسے جواب دیا کہ اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا۔ اس سبب سے جس نے مجھے تیرے حوالہ کیا اس کا گناہ زیادہ ہے۔ اس پر پیلاطوس اسے چھوڑ دینے میں کوشش کرنے لگا۔ مگر یہودیوں نے چلا کر کہا اگر تو اس کو چھوڑے دیتا ہے تو قیصر کا خیر خواہ نہیں۔ جو کوئی اپنے آپ کو بادشاہ بناتا ہے وہ قیصر کا مخالف ہے۔ پیلاطوس یہ باتیں سنکر یسوع کو باہر لایا اور اس جگہ جو چبوترہ اور عبرانی میں گبتا کہلاتی ہے تخت عدالت پر بیٹھا۔ یہ فسح کی تیاری کا دن اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا۔ پھر اس نے یہودیوں سے کہا دیکھو یہ ہے تمہارا بادشاہ۔ پس وہ چلائے کہ لیجا! لیجا! اسے صلیب دے! پیلاطوس نے ان سے کہا کیا میں تمہارے بادشاہ کو صلیب دوں؟ سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔ اس پر اس نے اس کو ان کے حوالہ کیا تاکہ مصلوب کیا جائے۔

(یوحنا ۱۸/۲۸ تا ۱۹/۱۶)

پیلاطوس نے ہر تدبیر آزمائی لیکن جب یہود نامسعود اپنے بد ارادوں سے ذرہ بھر پیچھے نہ ہٹے تو پیلاطوس نے حضرت مسیح کے ایک سرکردہ پیروکار یوسف آرمتیہ (جو کہ یہود کے جرگہ کا رکن اور بااثر آدمی تھا) اور حکیم نیکودیمس کے ساتھ مل کر یہ منصوبہ بنایا کہ کچھ عرصہ کیلئے حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکایا جائے مگر یہ خیال رکھا جائے آپ مرنے نہ پائیں۔ چنانچہ اس نے جمعہ کے دن عمداً مقدمہ کو طول دیا اور سہ پہر کے قریب آپ کو صلیب پر لٹکا دیا گیا۔

۲۔ یہ دن اور وقت اس لئے اہم تھا کہ غروب آفتاب کے ساتھ ہی سبت شروع ہونا تھا۔ جس میں یہود کی شریعت کی رو سے کسی کو صلیب پر لٹکانا ناجائز تھا۔

۳۔ خدا تعالیٰ نے بھی تدبیر کی۔ اناجیل گواہ ہیں کہ تیسرے پہر اندھیرا چھا گیا۔ گھڑیاں تو اس وقت موجود نہ تھیں۔ گویا غروب آفتاب کے سامان اصل وقت سے پہلے مہیا ہو گئے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ آپ ۲۔۳ گھنٹے ہی صلیب پر رہے۔ اور اتنے عرصہ میں اس زمانہ کی صلیب پر مرنا ناممکن تھا۔ چنانچہ جیوش انسائیکلوپیڈیا کہتا ہے۔

According to the eve of Sabbath. Yet on that day, in view of the approach of the Sabbath (or holiday), executions lasting until late in the afternoon were almost impossible.

(JewishEnc.Under wordCrucifiction)

۴۔ پیلاطوس نے صلیب کی کارروائی نپٹانے کیلئے جس صوبہ دار کو اور سپاہیوں کو مقرر کیا انہیں بھی ہدایات دی گئی تھیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"یہ ماجرا دیکھ کر صوبہ دار نے خدا کی تمجید کی اور کہا بے شک آدمی راستباز تھا۔ (لوقا ۲۳/۴۷)

5۔ سپاہیوں نے ان دونوں چوروں کی ٹانگیں توڑیں جو حضرت مسیح کے ساتھ صلیب پر تھے (یہ اس لئے تھا کہ مصلوب کی ممکنہ زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے) مگر حضرت مسیح کی پسلی کو چھیدا اور یہ کہہ کر ٹانگیں نہ توڑیں کہ یہ تو مر چکا ہے۔ (یوحنا ۱۹/۳۳)

۶۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ گورنر کو آکر یہ رپورٹ دی گئی کہ مسیح مر گیا ہے تو اس نے تعجب کا اظہار کیا گویا اسے اپنے منصوبے کے فیل ہونے پر تعجب ہوا۔ لیکن جب صوبہ دار کو بلا کر "حقیقت حال" معلوم کرکے اپنی تسلی کرلی تو "لاش" یوسف آرمتیہ کے حوالے کر دی۔

(مرقس ۱۵/۴۴-۴۵)

۷۔ واقعہ صلیب کے بعد جب یوسف آرمیتیہ نے حضرت مسیح کو اپنی چٹان میں کھدی قبر میں رکھا اور حکیم نیکودیمس نے علاج شروع کر دیا تو یہود نے پیلاطوس سے درخواست کی کہ قبر پر سرکاری پہرہ لگا دیا جائے۔ لیکن پیلاطوس نے ان کی بات نہ مانی۔ یوں اس نے حضرت مسیح کیلئے یہ موقع فراہم کیا کہ چپکے سے اپنے علاج کی کارروائی جاری رکھیں اور موقع پا کر وہاں سے فرار ہو جائیں۔

۸۔ پیلاطوس یہ بھی خیال کرتا تھا کہ واقعہ صلیب کے بعد جو زلزلہ آیا وہ خدا کا قہری نشانہ تھا اور یہود کو ان کے کئے کی سزا ملی۔ چنانچہ پیلاطوس نے جو رپورٹ Tiberias شاہ روم کو بھجوائی اس کے آخر پر اس نے لکھا۔

Therefore my lord king, all that night the light ceased not. But many of the Jews died,.......Now I mean that those of the Jews suffered who spoke against Jesus.

(The last book's of the Bible the report of Pilate to tiberus P.277)

اس لئے اے میرے آقا اس تمام رات روشنی ختم نہ ہوئی اور بہت سے یہود مارے گئے....... میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی یہود تھے جو مسیح کے خلاف زبان درازی کیا کرتے تھے۔

پیلاطوس کا انجام

بالعموم یہودی اور عیسائی پیلاطوس کے انجام کو بھیانک شکل میں پیش کرتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اس نے خود کشی کر لی۔ دراصل سلطنت روما کے عیسائی ہونے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کو اس ظلم سے کسی طرح بچایا جائے جو مقدس مسیح پر ڈھایا گیا اس کا آسان حل یہ نکالا گیا کہ سارے واقعہ کا ذمہ دار پیلاطوس کو ٹھہرا دیا گیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے اس کے برعکس تحریر فرمایا ہے کہ پیلاطوس گورنر جس کے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا وہ دراصل مسیح کا مرید تھا اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن ۲۰/۲۷۱)

پھر فرمایا:۔

"تاریخ میں لکھا ہے کہ جب قیصر روم کو خبر ہوئی کہ اس کے گورنر پیلاطوس نے حیلہ جوئی سے مسیح کو اس سزا سے بچالیا ہے کہ وہ صلیب پر مارا جائے اور روپوش کر کے کسی طرف فرار کر دیا ہے۔ تو وہ بہت ناراض ہوا۔ اس مخبری کے بعد فی الفور پیلاطوس قیصر کے حکم سے جیل خانہ میں ڈالا گیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ جیلخانہ میں ہی اس کا سر کاٹا گیا اور **اس طرح پر پیلاطوس مسیح کی محبت میں شہید ہوا۔**"

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن ۲۰/۳۲)

عیسائی مورخ یوسی بی آس (Eusebius) نے گورنر کے خود کشی کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن انسائیکلوپیڈیا ببلیکا کا مصنف ذکر کرتا ہے کہ غیر مروجہ اناجیل (Apocryfha) میں پیلاطوس اور اس کی بیوی کے بے قصور ہونے اور عیسائی ہونے کا ذکر بھی پایا جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

He and his wife died penitent, and were assured of forgiveness by a voice from heaven..... The tendency of the tradition to represent both Pilate and his wife as embracing christianity is easily understood, and is in contrast with the unsympathetic estimate of later times. Already in conviction a christian, at or immediately after Jesus.

(Enc. Biblica under Pilate)

حال ہی میں پروفیسر S.G.F Brandon نے ایک کتاب The Trial of Jesus of Nozarth لکھی اس میں تفصیل سے پیلاطوس کے کردار پر بحث کی ہے۔ اسکا بے قصور ہونا ثابت کیا ہے۔

نیز لکھا ہے۔

پیلاطوس پر مقدمہ چلایا گیا اور پھر اس کا سر کاٹ دیا گیا۔ بے شک اس نے ایک راستباز اور خدا پرست انسان کی حیثیت سے وفات پائی۔

The Trial of Jesus of Nozarth P.155 London 1968

۱۹۲۶ء میں The Lost book's of the Bible کے نام سے مختلف کتب کا مجموعہ شائع ہوا ہے۔ اس میں پیلاطوس کی ہیرو دیس سے خط و کتابت بھی شامل ہے۔ نیز ایک صحیفہ Death of Pilate کے نام سے ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ جب گورنر مقدمہ کے سلسلہ میں بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے حضرت مسیحؑ کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا۔

The Lost book's of the Bible (death of Pilate) New York 1926

آخری بات

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مورخین نے عمداً حضرت مسیحؑ کے مزعومہ قتل کی ساری ذمہ داری پیلاطوس پر ڈالی تاکہ شاہ روم کو اس کار بد سے بچایا جائے اور حال یہ ہے کہ فی زمانہ یہود بھی عیسائیوں سے بہتر تعلقات کی خاطر یہ تاثر دیتے ہیں کہ مسیح کو صلیب دینے کا واقعہ رومنوں کے ذریعہ اور ان کے قوانین کے مطابق ہوا ہے۔ اس میں یہود کا ہاتھ نہیں ہے۔ چنانچہ جیوش انسائیکلوپیڈیا میں یہی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ از روئے شریعت یہود Blasphamy کی سزا صلیب ہرگز نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کہانی کے پیچھے اصل کردار یہود اور رومی دونوں اپنی اپنی پاکی داماں کی حکایت سنانے میں سرگرم ہیں اور مظلوم پیلاطوس کو قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے۔ تاہم آغاز عیسائیت میں بعض لوگ یقیناً ایسے موجود تھے جو پیلاطوس کو مسیح کا سچا پیروکار ہی نہیں بلکہ اپنے اولیاء میں شمار کرتے تھے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کا یہ حوالہ ملاحظہ ہو۔

The Paradosis Pilati relates how tiberius condemned him and his wife procla or procula both christian converts. All this culminates in Pilate being canonized in the Abyssinian church (June 25) and his wife in the Greek (Oct.27)

ترجمہ:۔ ابی سینائی چرچ نے پیلاطوس کو اولیاء کی فہرست میں شامل کر لیا اور 25 جون کو اس کی یاد منائی جانے لگی۔ علاوہ ازیں اس کی بیوی پروکلہ Procla کو یونانی کلیسا کی طرف سے ولیہ کا مقام دیا گیا اور اس کی یاد میں 27 اکتوبر کا دن بطور تہوار منایا جانے لگا۔

(Enc. Britanica Vol. 21 P. 602 Ed.1911 under word Pilate)

یہی بات The lost book's of the Bible کی کتاب The Death of pilate کے تعارف میں بیان کی گئی ہے اور پیلاطوس کو (Saint) اور شہید (Almost Martyr) قرار دیا گیا ہے۔ پس حق یہی ہے کہ پیلاطوس حضرت مسیح کی محبت میں شہید ہو گیا۔

★....★.....★....★....★

بقیہ از صفحہ 19

ایک مشکل دعا ہے مگر جس کو اللہ اور اس کے پیغام سے محبت ہے وہ یہ دعا کرنا سیکھ ہی لیتا ہے۔

پس آئندہ کے لئے یہ دعا کرنا کہ ہماری نسلوں سے بھی بہتر نسلیں پیدا ہوں یہ اللہ تعالیٰ سے ہماری سچی محبت کی دلیل ہو گا۔ اس لئے دعا یہ کریں اور سلسلے کے جتنے بزرگ ہیں جنہوں نے عظیم کام کئے ہیں اور خدا سے عظیم کاموں کی توفیق پائی ہے ان کی اولادوں کے لئے بھی۔ اپنی اولادوں تک دعا کو محدود نہ رکھیں۔ تمام ایسے بزرگ جن کی اولادیں آج جاری ہیں' احمدیت میں خدمت کی توفیق پا رہی ہیں' اللہ ان کو خدمت کی راہوں پر مستحکم رکھے اور انہی راہوں پر آگے بڑھائے۔ اور جب یہ مریں تو یہ بھی اگلوں کا تقویٰ دیکھتے ہوئے مریں۔ اس دعا کو بھی آپ اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں۔

(میں) تمام احمدیت کی راہ میں تکلیف اٹھانے والوں کو بھی **السلام علیکم اور عید مبارک** کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ بڑوں' چھوٹوں' عورتوں اور بچوں کو۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہر جگہ پرانے پیغامات کو یاد رکھتے ہوئے غریبوں کی خدمت کے خصوصی پروگرام بنائے ہوں گے۔"

(خطبہ عید الفطر فرمودہ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ)

رپورٹ پانچویں مرکزی سالانہ علمی مقابلہ جات

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان 1998ء

(مرتبہ: مکرم امین الرحمن صاحب۔ نائب ناظم اعلیٰ علمی مقابلہ جات)

خدا تعالیٰ کے فضل سے شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت پانچویں مرکزی سالانہ علمی مقابلہ جات کا انعقاد مورخہ 19,18 ستمبر 98ء کو ایوان محمود ربوہ میں ہوا۔

یہ علمی مقابلہ جات خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر ہوا کرتے تھے۔ لیکن اجتماعات پر قدغن کی وجہ سے ان مقابلہ جات کے انعقاد میں تعطل رہا۔ اس تشنگی کو دور کرنے کے لئے 1994ء سے مرکزی علمی مقابلہ جات کے الگ انعقاد کا پروگرام بنایا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اس سلسلے کا پانچواں پروگرام تھا۔ پہلے سال 4۔ دوسرے سال 6۔ تیسرے سال 10۔ چوتھے سال 11۔ اور امسال 13 مختلف مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

تیاری

گذشتہ مقابلہ جات کے بعد نئے سال کا نصاب تمام اضلاع اور علاقہ جات کو بھجوا دیا گیا۔ تاکہ خدام بہتر تیاری کے ساتھ مقابلہ جات میں شامل ہوں۔ اور اپنے ضلع اور علاقہ سے منتخب خدام بہتر نمائندگی کر سکیں۔ مرکزی سطح پر ایک ماہ قبل انتظامیہ تشکیل دی گئی جس کی منظوری محترم صدر خدام الاحمدیہ پاکستان سے لی گئی۔ انتظامیہ کی سکیمز اور بجٹ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان میں پیش کئے گئے۔ منظوری کے بعد تمام انتظامیہ نے دن رات محنت کر کے انتظامات مکمل کئے۔ صدر محترم نے 16 ستمبر کو ڈیوٹیوں کا معائنہ کیا۔ اور انتظامات کا تفصیلی جائزہ 18 ستمبر کو دن گیارہ بجے لیا۔

انتظامیہ

ناظم اعلیٰ:۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب
ایڈیشنل ناظم اعلیٰ:۔ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب
نائب ناظم اعلیٰ:۔ مکرم امین الرحمن صاحب
ناظم مقابلہ جات:۔ مکرم مبشر احمد ایاز صاحب
ناظم رجسٹریشن:۔ مکرم نصیر احمد انجم صاحب
ناظم خوراک:۔ مکرم خلیل احمد تنویر صاحب
ناظم تربیت و رہائش:۔ مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب
ناظم سٹیج و تزئین ہال، روشنی:۔ مکرم فخر الحق شمس صاحب
ناظم انعامات، اشاعت:۔ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب
ناظم صفائی و آب رسانی:۔ مکرم راجہ رشید احمد صاحب
ناظم سمعی بصری:۔ مکرم سلیم الدین صاحب
ناظم طبی امداد:۔ مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ایڈیشنل ناظم طبی امداد:۔ مکرم ڈاکٹر سمیع الاحمد صاحب
ناظم حاضری نگرانی:۔ مکرم عبدالحلیم سحر صاحب
ناظم استقبال و الوداع:۔ مکرم مرزا فضل احمد صاحب
ناظم رابطہ:۔ مکرم حافظ عبدالاعلیٰ طاہر صاحب

حاضری

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 37 اضلاع کی 97 مجالس کے 210 چنیدہ (Selected) خدام ان مقابلہ جات میں شامل ہوئے۔ جبکہ گذشتہ سال 30 اضلاع کی 114 مجالس کے 212 خدام شامل ہوئے۔

نمائندگی اضلاع

علمی مقابلہ جات میں ضلع وار نمائندگی کی تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد خدام	نمبر شمار	نام ضلع	تعداد خدام
1	ربوہ	34	20	جھنگ	8
2	کراچی	16	21	رحیم یار خان	2
3	بدین	2	22	وہاڑی	3
4	لاہور	17	23	جہلم	7
5	گوجرانوالہ	16	24	عمر کوٹ	1
6	سرگودھا	14	25	حافظ آباد	10
7	فیصل آباد	9	26	نواب شاہ	4
8	بہاولپور	3	27	سکھر	1
9	بہاولنگر	2	28	لاڑکانہ	3
10	راولپنڈی	3	29	مظفر آباد آزاد کشمیر	1
11	اسلام آباد	5	30	ساہیوال	3
12	خوشاب	2	31	ڈیرہ غازی خان	3
13	شیخوپورہ	2	32	چکوال	4
14	کوٹلی آزاد کشمیر	7	33	ٹوبہ ٹیک سنگھ	2
15	منڈی بہاؤلدین	5	34	سیالکوٹ	7
16	پشاور	2	35	اوکاڑہ	3
17	حیدرآباد	2	36	قصور	1
18	بھکر	2	37	لیہ	1
19	میرپور آزاد کشمیر	3	##		
				کل حاضری	210

افتتاح

مقابلہ جات کا افتتاح 18 ستمبر کو 3:00 بجے سہ پہر مہمان خصوصی مکرم و محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی و مفتی سلسلہ احمدیہ نے کیا۔ تلاوت کے بعد خادم کا عہد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے حاضرین سے لیا۔ نظم اور مکرم ناظم صاحب اعلیٰ کی رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی نے افتتاحی خطاب میں خدام کو علوم قرآنی سے استفادہ کی طرف پرزور توجہ دلائی۔

مقابلہ جات

افتتاح کے فوراً بعد مقابلہ جات شروع ہوگئے۔ اور خدام نے مندرجہ ذیل تعداد کے مطابق علمی مقابلوں میں شرکت کی۔

تلاوت:۔ 56 خدام — نظم:۔ 59 خدام

تقریر اردو:۔ 29 خدام — تقریر انگریزی:۔ 16 خدام

تقریر فی البدیہہ:۔ 28 خدام — مطالعہ قرآن:۔ 22 خدام

مطالعہ کتب:۔ 10 خدام — خطبات امام:۔ 11 خدام

معلومات :۔18 خدام　　　بیت بازی :۔24خدام

مرکزی امتحان :۔17خدام　　　تقریر معیار خاص :۔8خدام

مضمون نویسی :۔28خدام

انتظامات

خدام کے قیام و طعام اور نمازوں کا انتظام ایوان محمود کے احاطہ میں ہی تھا۔ نماز فجر کے بعد درس کا اہتمام کیا گیا۔ اور تربیتی امور پر نظر رکھی گئی۔ خدام کی سہولت کے لئے ضروری اعلانات نوٹس بورڈ پر آویزاں کئے جاتے رہے۔ نیز ایک ہدایت نامہ مرتب کر کے تمام خدام کو دیا گیا تھا۔ ابتدائی طبی امداد کے لئے ایک دفتر قائم کیا گیا تھا۔ جس سے ضروری ادویہ فراہم کی جاتی رہیں۔

تمام اہم پروگراموں کی ریکارڈنگ ایم۔ٹی۔اے اور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے شعبہ سمعی بصری کے تعاون سے کی گئی۔ دفتر رجسٹریشن نے تمام شریک خدام کے ضروری کوائف ایک مطبوعہ کوائف فارم پر حاصل کئے۔ اور سب کو دیدہ زیب سند شرکت جاری کی۔

ان تمام انتظامات کے بخیر و خوبی سر انجام پانے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں خصوصی دعا کے لئے درخواست کی گئی۔ نیز 18 ستمبر کی صبح کو ایک بکرا بطور صدقہ بھی ذبح کیا گیا۔

19 ستمبر کی رات شرکاء خدام کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔ جس میں منتظمین اور بزرگان سلسلہ نے بھی شرکت فرمائی۔

اختتامی تقریب

19 ستمبر بروز ہفتہ رات 7:30 بجے اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی مکرم و محترم چوہدری محمد علی صاحب وکیل وقف نو تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم ناظم اعلیٰ صاحب نے رپورٹ پیش کی۔ اور مہمان خصوصی کا تعارف کروایا۔ اور ان کی خدمات دینیہ کا مختصر جائزہ پیش کیا۔

بعد ازاں مہمان خصوصی نے امتیاز حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ انعامات قیمتی شیلڈز اور کتب کے علاوہ دلکش سندات امتیاز پر مشتمل تھے۔ تمام کتب پر ایک یادگاری تحریر چسپاں تھی جس میں یہ ذکر تھا۔ کہ یہ کتاب فلاں مقابلہ میں دی گئی ہے۔ سند امتیاز پر محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور مکرم ناظم صاحب اعلیٰ کے دستخط ثبت تھے۔ مہمان خصوصی نے خدام کو ایم۔ٹی۔اے سے استفادہ کی خاص طور پر تحریک فرمائی۔

خاکسار ان مقابلہ جات میں شرکت کرنے والے تمام خدام، قائدین اضلاع اور علاقہ جات، مختلف فرائض سرانجام دینے والے کارکنان اور منصفین کرام کا شکر گزار ہے جن کی مجموعی محنت اور دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ ہمیں اس سے بہتر پروگرام منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فہرست انعامات

1- مقابلہ تلاوت قرآن

اول :	سمیع اللہ ضیاء	ربوہ
دوم :	عبدالرؤف طارق	ربوہ
سوم :	محمود احمد طارق	گوجرانوالہ
حوصلہ افزائی :	میر نعیم الرشید	گوجرانوالہ

2- مقابلہ نظم

اول :	رشید احمد تنویر	ربوہ
دوم :	عبدالخالق محسن فاروقی	لاہور
سوم :	مصباح الرحمان ثاقب	سیالکوٹ
حوصلہ افزائی :	منصور خالد	کراچی

3- مقابلہ مضمون نویسی

اوّل : طاہر محمود بھٹی بہاولنگر
دوم : مجد الدین ربوہ
سوم : ملک عمران احمد گوجرانوالہ
حوصلہ افزائی : مرزا بابر احمد عطا راچی

4- مقابلہ تقریر اردو

اوّل : عمرو سیم ملک لاہور
دوم : راجہ بصیر احمد ربوہ
سوم : طاہر محمود ناصر میرپور آزاد کشمیر
حوصلہ افزائی : طاہر احمد بدین

5- مقابلہ تقریر انگریزی

اوّل : ایس مختیار احمد اسلام آباد
دوم : عطاء المومن زاہد ربوہ
سوم : انجم حفیظ قیصرانی ڈیرہ غازی خان
حوصلہ افزائی : شیراز جمیل احمد کراچی

6- مرکزی امتحان

اوّل : مجد الدین ربوہ
دوم : نعیم احمد طاہر حافظ آباد
سوم : مرزا احسن بیگ لاہور
حوصلہ افزائی : ظہور الٰہی توقیر ربوہ

7- مقابلہ بیت بازی

اوّل ٹیم : ذیشان + افتخار احمد کراچی
دوم : فہیم احمد + عبید الرحمان ربوہ
سوم : زعیم الدین + ظہور احمد کوٹلی آزاد کشمیر

8- مقابلہ مطالعہ قرآن

اوّل : امتیاز حسین شاہد کراچی
دوم : نصر احمد شریف حافظ آباد
سوم : لئیق احمد بلال ربوہ
حوصلہ افزائی : میر نعیم الرشید گوجرانوالہ

9- مقابلہ مطالعہ قرآن

اوّل : حامد احمد خان ربوہ
دوم : امتیاز حسین شاہد کراچی
سوم : ظہور الٰہی ربوہ
حوصلہ افزائی : مرزا احسن بیگ لاہور

10- مقابلہ تقریر فی البدیہہ

اوّل : مسرور احمد فیصل آباد
دوم : خالد احمد بلوچ ربوہ
سوم : راجہ برہان احمد ربوہ
حوصلہ افزائی : حماد احمد ہاشمی فیصل آباد

11- مقابلہ خطبات امام

اوّل : نعیم احمد باجوہ ربوہ
دوم : عبد القادر گوجرانوالہ
سوم : قیصر محمود ربوہ
حوصلہ افزائی : شیخ آدم سعید کراچی

12- مقابلہ معلومات

اوّل : نعیم احمد باجوہ + نفیس احمد عتیق ربوہ
دوم : شیخ آدم سعید + شیراز جمیل کراچی
سوم : ملک عمران احمد + عثمان شکیل گوجرانوالہ

13- مقابلہ تقریر معیار خاص

اوّل : منور احمد ناصر ربوہ
دوم : محمد اسلم کھوسہ ڈیرہ غازی خان

سوم: مہر عرفان احمد لاہور

حوصلہ افزائی: نعیم احمد طاہر گوجرانوالہ

☆ خصوصی انعامات

1- اسد اللہ غالب بدین

2- منیر احمد گوئی کوٹلی

3- احمد داؤد ناصر عمر کوٹ

4- منصور احمد شاہ لاڑکانہ

5- بشیر احمد اختر منڈی بہاؤالدین

☆ بہترین خادم کا انعام

نعیم احمد باجوہ صاحب ربوہ

☆ بہترین ضلع کا انعام

ربوہ - مکرم قمر احمد کوثر صاحب مہتمم مقامی ربوہ

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ ہر قدم پہلے سے بلند تر اور تیز تر کرنے کی توفیق دے (آمین)
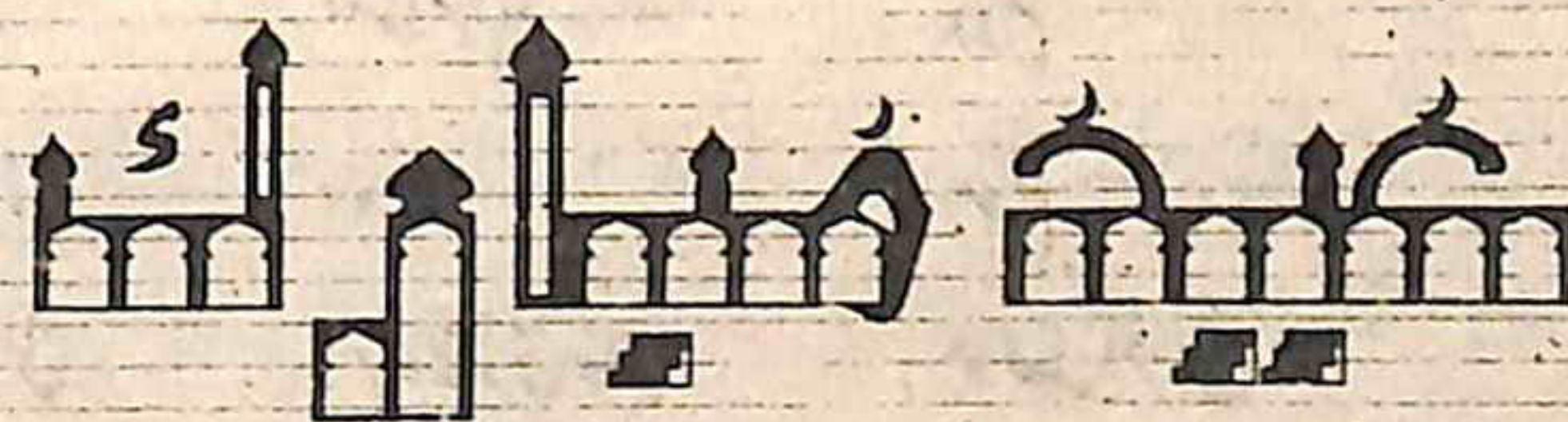
چندہ کی ادائیگی جلد کردیں

آپ کے چندہ کی مدت خریداری باہر ایڈریس کی چٹ پر لکھی گئی ہے۔ براہ کرم اپنا چندہ ختم ہونے سے قبل ہی آئندہ کے لئے چندہ کی ادائیگی کر کے ممنون فرمائیں تاکہ آپ کو رسالہ کی ترسیل جاری رہے۔ چندہ ختم ہونیکی صورت میں رسالہ کی ترسیل بند کر دی جاتی ہے۔

(مینجر)

Malik Ata-ul-Qadeer
Director

Authorised Dealers

Malik Automobiles
Shop No. 3, Plot 220-222,
C. C/Area, Tariq Road,
P.E.C.H.S. Karachi

Telephones .
Off : 4550834
4558020
4537903

IRSHAD AHMED ARSHAD

ARSHAD CAR A.C
& AUTO ELECTRIC SERVICE

CAR AIR-CONDITIONING
FITTING & SERVICE
FUEL & TEMPERATURE
GUAGES SPECIALIST

Friends Auto Market, 27/1, Link Jail Road, Lahore. Tel : 7574148

MAGNA GROUP

OF COMPANIES

Magna Tech. (PVT) Ltd. Lahore

First manufacturers of Textile Rotary Printing Screens for Textile Printing Industry.

Magna Textile Industries(PVT) Ltd. Faisal Abad

Textile Processing Unit , Equipped With Latest Machinery Totally Imported.

Magna International (PVT) Ltd. Lahore

A Proposed Unit To Manufacture Nickel Perforated / Centrifugal Screens For Sugar Industry

Karachi Office:
B 240 Block "A" North
Nazimabad Karachi
Ph: 021-6672810
0321-333816

Lahore Office:
96-P/2 Model Town
Link Road Lahore
Ph: 0342-358329

Head Office : P-15 Rail Bazar Faisal Abad

Phones: 041-617616- 637616 Fax: 041-615642 Telex: 43395 SAEED PAK

فضلِ خدا کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ ہر دن چڑھے مُبارک، ہر شب بخیر گزرے

CALENDAR 1999

JANUARY

S	M	T	W	T	F	S
31	*	*	*	*	1	2
3	4	5	6	7	8	9
10	11	12	13	14	15	16
17	18	19	20	21	22	23
24	25	26	27	28	29	30

FEBRUARY

S	M	T	W	T	F	S
*	1	2	3	4	5	6
7	8	9	10	11	12	13
14	15	16	17	18	19	20
21	22	23	24	25	26	27
28	*	*	*	*	*	*

MARCH

S	M	T	W	T	F	S
*	1	2	3	4	5	6
7	8	9	10	11	12	13
14	15	16	17	18	19	20
21	22	23	24	25	26	27
28	29	30	31	*	*	*

APRIL

S	M	T	W	T	F	S
*	*	*	*	1	2	3
4	5	6	7	8	9	10
11	12	13	14	15	16	17
18	19	20	21	22	23	24
25	26	27	28	29	30	*

MAY

S	M	T	W	T	F	S
30	31	*	*	*	*	1
2	3	4	5	6	7	8
9	10	11	12	13	14	15
16	17	18	19	20	21	22
23	24	25	26	27	28	29

JUNE

S	M	T	W	T	F	S
*	*	1	2	3	4	5
6	7	8	9	10	11	12
13	14	15	16	17	18	19
20	21	22	23	24	25	26
27	28	29	30	*	*	*

JULY

S	M	T	W	T	F	S
*	*	*	*	1	2	3
4	5	6	7	8	9	10
11	12	13	14	15	16	17
18	19	20	21	22	23	24
25	26	27	28	29	30	31

AUGUST

S	M	T	W	T	F	S
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30	31	*	*	*	*

SEPTEMBER

S	M	T	W	T	F	S
*	*	-	1	2	3	4
5	6	7	8	9	10	11
12	13	14	15	16	17	18
19	20	21	22	23	24	25
26	27	28	29	30	*	*

OCTOBER

S	M	T	W	T	F	S
31	*	*	*	*	1	2
3	4	5	6	7	8	9
10	11	12	13	14	15	16
17	18	19	20	21	22	23
24	25	26	27	28	29	30

NOVEMBER

S	M	T	W	T	F	S
*	1	2	3	4	5	6
7	8	9	10	11	12	13
14	15	16	17	18	19	20
21	22	23	24	25	26	27
28	29	30	*	*	*	*

DECEMBER

S	M	T	W	T	F	S
*	*	*	1	2	3	4
5	6	7	8	9	10	11
12	13	14	15	16	17	18
19	20	21	22	23	24	25
26	27	28	29	30	31	*

Monthly *Khalid* Rabwah

Regd. No. CPL-139 *Editor. Sayyed Mubashir Ahmad Ayaz* January 1999